وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحدیث)

مسئلہ
سماع موتیٰ وحیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اور
ہمارے اکابر

حضرت مولانا حبیب اللہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (القرآن)

اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحدیث)

مسئلہ سماع موتیٰ و حیات النبی ﷺ اور ہمارے اکابر

مصنف

مولانا حبیب اللہ تونسوی

مادر علمی جامعہ دار العلوم کراچی
فاضل جامعہ محمدیہ گلشن محمد تونسہ شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(حرفِ چند)

مولانا حبیب اللہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ جامعہ محمدیہ تونسہ شریف اور دارالعلوم کراچی میں پڑھتے رہے۔ آپ نے ''مسئلہ سماع موتی وحیات النبی ﷺ اور ہمارے اکابر'' کے نام پر ایک کتاب لکھی۔ جسے ہم اس مجموعہ میں شامل اشاعت کر رہے ہیں۔ اس کتاب کے آخری حصہ میں فتاویٰ جات تھے۔ جو اس مجموعہ کی کئی پہلی کتب میں آگئے ہیں۔ چنانچہ یہاں سے ان کو ہم نے حذف کر دیا ہے۔

یاد رہے کہ ڈیرہ اسماعیل خان کے حضرت مولانا حبیب اللہ ڈیروی اور مولانا حبیب اللہ تونسوی یہ دو علیحدہ علیحدہ شخصیات ہیں۔ اور اس مجموعہ میں اس عنوان پر دونوں حضرات کے رشحات قلم شائع ہو رہے ہیں۔ فالحمدللہ! (ناشر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

میں اپنی اسی کاوش کو اس عظیم المرتبت مقام کے نام جس کا مقام عرش اعظم سے بھی بلند ہے یعنی روضہ اقدس کا وہ حصہ جو آقائے دوجہاں رحمت کائنات ﷺ کے بابرکت جسد اطہر سے ملا ہوا ہے۔

انتساب ہے والدین کے نام، احتساب ہے اکابر علماء دیوبند کے نام، انتساب ہے اپنے محترم ومکرم اور مشفق اساتذہ جن میں حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی، حضرت مولانا مفتی حسان کلیم استاذ جامعہ دارالعلوم کراچی، حضرت مولانا حبیب الرحمن بانی ومہتمم جامعہ محمدیہ گلشن محمد تونسہ شریف کے نام۔

جن کی شفقتوں اور دعاؤں نے بندہ کو اس میدان میں قدم رکھنے کے قابل بنایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تمام اساتذہ عظام کے علم وعمل اور ان کی عمر میں برکت عطاء فرمائے اور ان کا سایہ عاطفت عافیت کے ساتھ ہمارے سروں پر قائم ودائم رکھے۔ آمین ثم آمین!

تقریظ: مولانا حبیب الرحمن عثمانی مہتمم وبانی جامعہ محمدیہ گلشن محمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرے عزیز صالح نوجوان (فاضل جامعہ محمدیہ گلشن محمدیہ تونسہ شریف) مولوی حبیب اللہ تونسوی سلمہ مستعد ساتھی ہے۔ میرے مشاورت سے عقیدہ حیات النبی ﷺ پر تالیف شروع کی ہے۔

اوّل تا آخر یہ کتابچہ میری نظر میں رہا ہے۔ ساتھ ساتھ اصلاح ہوتی رہی ہے۔ عوام خواص سب کے لئے برابر نافع ہے۔ مضامین کی ترتیب عام فہم رکھی گئی تاکہ استفادہ آسان ہو۔ تقریباً مضامین حوالہ جات سے مزین ہیں۔ کمی بیشی اللہ سبحانہ معاف فرمائیں۔ اللہ جل شانہ شرف قبولیت نصیب فرمائیں۔ (آمین)

عقیدہ حیات النبی ﷺ مسلمات عقائد میں سے ہے۔ اہل سنت والجماعت، مشائخ، محدثین، فقہاء، امت، جمہور کا متفق علیہ عقیدہ ہے۔ اس سے اعراض انتہائی خطرناک معاملہ ہے۔ شفاعت پیغمبر ﷺ سے محرومی کا سبب بنے گا۔ عوام خواص سے گزارش ہے کہ اس سے نفع اٹھائیں۔ (شکریہ)　　محتاج دعا: حبیب الرحمن عثمانی

خادم الطلبہ جامعہ محمدیہ گلشن محمد تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان

۱۰ ربیع الاوّل ۱۴۳۴ھ/ ۲۳ جنوری ۲۰۱۳ء

تقریظ: مناظر اسلام حضرت مولانا عبدالغفار تونسوی

(صاحبزادہ حضرت مولانا عبدالستار تونسوی رحمۃ اللہ علیہ)

اہل سنت والجماعت کے نزدیک مسئلہ حیات النبی ﷺ نزاعی اور...... ہے بلکہ یہ امت کا اجماعی متفق علیہ مسئلہ ہے جس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے اگر کوئی شخص اکابر واسلاف اہل سنت والجماعت پر اعتماد نہیں کرتا اور اپنے دل ودماغ کا پرستار وپجاری ہے اور تمام اکابر اہل سنت والجماعت کی تردید وتکذیب کرتا ہے۔ ایسا شخص بدعتی ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور بندہ کے نزدیک ایسا شخص اہل سنت والجماعت سے خارج ہے محترم مولانا

حبیب اللہ صاحب سلمہ نے مسئلہ حیات النبی ﷺ کے بارے ایک رسالہ تالیف کیا ہے۔ بندہ نے اس کے چند اوراق دیکھے ہیں اللہ تعالیٰ اس کاوش ومحنت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور مولانا کو مزید دین کی خدمت کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین! محتاج دعا: محمد عبدالغفار تونسوی

۱۶ ربیع الاوّل ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۹ جنوری بروز منگل ۲۰۱۳ء

تقریظ: مناظر اسلام شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی انور اوکاڑوی

(مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان)

حامداً ومصلیاً ومسلماً۔ امابعد!

بندہ نے عبدالرحیم نظامی کے وساوس کے جواب میں مولانا حبیب اللہ صاحب تونسوی کے لکھے ہوئے مواد کے ابتدائی دو حصے مطالعہ کئے، مسئلہ حیات النبی ﷺ پر اپنے دلائل اور فریق مخالف کے وساوس کا شافی رد لکھا ہے۔

اہل علم طلبہ اور علماء بالخصوص رد مماتیت کا ذوق رکھنے والوں کے لئے بہت اچھا مواد ہے۔ عام لوگ بھی اس سے مستفید ہو کر اس عقیدہ کا رسوخ حاصل کر سکتے ہیں۔ بلکہ فریق مخالف اگر اس کو بنظر انصاف دیکھے تو ان شاء اللہ! وہ بھی اس میں ہدایت کا ہزار سامان پائیں گے۔ بعض کتابت کی غلطیوں کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کو اس فرض کفایہ کی ادائیگی پر تمام اہلسنت والجماعت کی طرف سے اضعافاً مضاعفاً جزائے خیر عطا فرمائیں اور اس کو دنیا میں نافع اور آخرت کا ذخیرہ بنائیں۔ آمین! کتبہ: محمد انور اوکاڑوی

۱۷ جمادی الاوّل ۱۴۳۴ھ

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

اللہ جل شانہ کا ہم پر بہت بڑا فضل وکرم ہے کہ ہمیں اشرف المخلوقات میں پیدا فرمایا پھر ہمیں اپنے پیارے محبوب، سرور کائنات، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، سید الاوّلین والآخرین، حضرت محمد مصطفی، احمد مجتبیٰ ﷺ کے امتی ہونے کا تاج پہنایا پھر ہمارا مذہب اہل سنت والجماعت علمائے دیوبند میں انتخاب فرما کر ہمیں دین حق کو سمجھنے کی توفیق بخشی۔ اس نعمت پر رحیم وکریم ذات کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے قرب قیامت ہے۔ ہم آج اس پر فتن دور سے گزر رہے ہیں جس میں ہر طرف بے حیائی، فحاشی، عریانی کا سیلاب نظر آتا ہے، ہر روز ایک فتنہ اپنی نئی شکل میں نمودار ہوتا دکھائی دیتا ہے۔

اس بات کا انکار نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے ہی میں سبائی سازش سے فتنوں کا آغاز ہو چکا تھا۔ لیکن اس دور کے فتنے کچھ زیادہ خطرناک دکھائی دیتے ہیں۔ کیونکہ اُس دور کا فتنہ اعلانیہ قرآن وسنت کا انکار کرتا ہے۔ جب کہ اِس دور کا فتنہ ایک بغل میں قرآن وحدیث لے کر، دوسرے بغل میں گمراہی والی چھری سے قرآن وسنت کے مفہوم کو اپنی عقل پر رکھتے ہوئے امت مسلمہ میں انتشار وافتراق کا بیج بوتا ہوا نظر آتا ہے۔ شب وروز توحید وسنت کا عنوان دے کر اہلسنت والجماعت کے نقطہ نظر اور مسلک علماء دیوبند سے ہٹ کر قرآن وحدیث کے مفہوم کو بگاڑ کر سادہ لوح عوام الناس میں پیش کرتے ہوئے پوری امت مسلمہ پر شرک کا فتویٰ صادر کرتا ہے۔ میرے اکابرین نے مماتیوں کے متعلق اپنی اپنی

تصانیف میں بہت کچھ بیان کر دیا ہے اور ان کتابوں سے لیا ہوا خلاصہ بندہ نے اپنی کتاب مسئلہ سماع موتیٰ اور حیات النبی ﷺ اور ہمارے اکابر میں پیش کیا ہے، بندہ کی کتاب کے تین حصے ہیں۔ پہلا حصہ عام اموات کے سماع کے بارے میں ہے، دوسرا حصہ حیات النبی ﷺ کے بارے میں۔ تیسرا حصہ فتاویٰ پر مشتمل ہے جس میں تمام اکابرین کے فتاویٰ کو جمع کیا گیا ہے۔ (تیسرا حصہ چونکہ مجموعہ میں شامل کی گئی کتب میں آ گیا ہے اس لئے یہاں سے حذف کر دیا ہے۔ مرتب! عتیق) ان شاء اللہ اس کے مطالعہ سے اظہر من الشمس ہو جائے گا کہ کتنا بڑا گمراہ فتنہ جو ہماری صفوں میں داخل ہو کر معتزلہ کے جراثیم سے آلودہ عقل کا پجاری لفظ توحید کی لگام آڑ میں قرآن وسنت کے مفہوم کی دھجیاں بکھیر رہا ہے۔

افسوس! اس کے باوجود کہ رحمت دو عالم ﷺ کے روضہ مقدسہ میں حیات مطہرہ اور دیگر جو اہلسنت والجماعت کے ہاں اجماعی عقائد ہیں، ان کو عام معمولی اختلافی مسئلہ کہہ کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے اس کے برعکس مماتیت کے ہاں یہ مسئلہ توحید اور شرک کا ہے، آپ کے علم میں ہوگا کہ ایسے افراد دار العلوم دیوبند و دیگر اکابر علمائے دیوبند کے فتویٰ کے مطابق اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں اور گمراہ ہیں، ایسے اشخاص پہلے اپنا مسلک صحیح کریں پھر دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم و دیگر دینی خدمات پر کام کرنا چاہئے۔ تاکہ نجات کی کرن نصیب ہو کیونکہ عقائد صحیحہ پر ہی نجات کا دارومدار ہے۔

آج اس بات کی اشد ضرورت محسوس کی جارہی ہے کہ اہلسنت والجماعت علماء دیوبند کے عقائد ونظریات جو کہ قرآن وسنت اور اجماع کے عین مطابق ہیں ان کو عام کیا جائے تاکہ بزرگان علماء دیوبند کے عقائد کی صحیح ترجمانی مسلمانوں کے سامنے آ جائے اور ان کے بارے میں کوئی گمراہ فرد سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ نہ دے سکے اور نہ ہی کوئی شخص علمائے دیوبند پر غلط عقائد ونظریات کا الزام لگا کر اپنے ناپاک عزائم میں کامیاب ہو سکے۔

آخر میں اہل علم حضرات سے التماس ہے کہ اپنی بساط کی حد تک کتاب کو اغلاط سے مبرّا کرنے کی سعی کی گئی ہے تاہم کچھ کوتاہیاں نظر آئیں تو بندہ تو خطاکار ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے احقر کی رہنمائی فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ اللہ جل شانہ تمام مسلمانوں کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔

خادم علماء دیوبند
احقر حبیب اللہ تونسوی

حصہ اوّل مسئلہ سماع موتیٰ

عام اموات کا سماع عند القبر مختلف فیہ ہے

عام اموات کے سماع عند القبر کے مسئلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے اختلاف چلا آ رہا ہے۔

چنانچہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ اپنے فتویٰ میں فرماتے ہیں: سماع موتیٰ کا مسئلہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت سے مختلف فیہ ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۲)

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں: یہ مسئلہ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے مختلف فیہا ہے، اس کا فیصلہ کوئی نہیں کر سکتا۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۸۷)

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ اس سوال کے جواب میں کہ ''اہل قبور سنتے ہیں یا نہیں۔'' تحریر فرماتے ہیں: دونوں طرف اکابر اور دلائل ہیں، ایسے اختلافی امر کا فیصلہ کون کر سکتا ہے؟ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۷۷)

اور التکشف میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''غرض اس طرح جانبین میں کلام طویل ہے اور دونوں شقوں میں وسعت ہے۔''

جمہور ائمہ کرام سماع موتی کے قائل ہیں

حضرات کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سماع موتی کے قائل ہیں جیسے کہ حضرت عمر اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم اور امت کے بہت سے جلیل القدر ائمہ دین بلکہ جمہور ائمہ کرام کا رجحان سماع موتی کی طرف ہے، اسی طرح اکابر دیوبند رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان بھی سماع اموات کی طرف ہے جیسا کہ حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب مندرجہ جمال قاسمی کے ملاحظہ سے معلوم ہوسکتا ہے۔

لیکن اس کے باوجود حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ میں ایک جانب پختہ ہو جانے سے منع کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں: ''سماع اموات کے قصہ میں اوّل تو یہ معروض ہے کہ یہ امر قدیم سے مختلف فیہ ہے۔ دوسرا یہ کہ ضروریات دینی اور عقائد ضروریہ میں سے نہیں اس کی تنقیح قرار واقعی تو بعد مرگ ہی معلوم ہوگی۔ اگر بعد مرگ ہم نے اوروں کا سلام و پیام سن لیا تو سماع، نہیں سنا تو عدم سماع متحقق ہو جائے گا۔ علاوہ بریں طرفین میں بڑے بڑے اکابر رحمۃ اللہ علیہ اگر ایک طرف بالکل ہو رہے تو کسی نہ کسی طرح والوں کو برا سمجھنا پڑے گا۔ اس لئے اہل اسلام کو یہ ضروری ہے کہ ایسے مسائل میں خواہ مخواہ ایسے پکے نہ ہو بیٹھیں کہ دوسری طرف کو بالکل باطل سمجھ لیں۔'' (جمال قاسمی ص ۹)

البتہ علماء اہل سنت مسلک دیوبند کے نزدیک عام اموات کے متعلق سماع والا نظریہ راجع ہے بطور نمونہ چند دلائل کی طرف اشارہ کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں!

میت کا کلام کرنا

میت کا قبرستان کی طرف لے جاتے ہوئے کلام کرنا حدیث سے ثابت ہے بخاری شریف میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب قائم کیا ہے ''باب کلام المیت علی الجنازۃ'' یہ باب ہے چارپائی پر موجود میت کے کلام کرنے کے بارے میں سرور کائنات ﷺ فرماتے ہیں کہ جب میت کو اٹھا کر قبرستان کی طرف چلتے ہیں تو اچھے اور نیک آدمی کو احساس ہو جاتا ہے کہ میری آنے والی زندگی اچھی ہے اور میرا انجام اچھا ہونے والا ہے۔ اس لئے وہ اپنے اٹھا کر چلنے والوں سے کہتا ہے ''قدمونی، قدمونی'' مجھے جلدی آگے بڑھاؤ، مجھے جلدی آگے بڑھاؤ اسے شوق ہوتا ہے کہ مجھے جلدی لے جایا جائے اور اگر خدانخواستہ وہ آدمی اچھا اور نیک نہیں ہوتا تو اس کی حالت اس مجرم جیسی ہوتی ہے جسے پھانسی گھر کی طرف لے جایا جاتا ہے اور وہ بے چارہ پیچھے کو بھاگتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے کہاں لے جار ہے ہو؟ ''این تذھبون بی''این تذھبون بی'' (نسائی ج ۱ ص ۲۱۰، اور بخاری ۱۸۴) پر الفاظ ہیں ''یا ویلھا این تذھبون بھا'' مجھے کہاں لئے جارہے ہو؟ مجھے کہاں لئے جارہے ہو؟

کلام المیت علی الجنازۃ

جس پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب ص ۱۸۴ پر قائم کیا ہے اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ انسانوں اور جنوں کے علاوہ میت کے اس کلام کو باقی سب سنتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کے لئے اس کو عالم غیب میں رکھا ہے کہ وہ اس کو نہیں سمجھتے۔

اس روایت پر حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے فیض الباری میں سماع موتیٰ کا مسئلہ ذکر کرتے ہوئے یوں کلام شروع فرمایا ہے: ''کہ میت کا بولنا اور میت کا سننا ایک ہی مسئلہ ہے۔''

اور آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ سید عنایت اللہ شاہ گجراتی جو اس مسئلے کا سب سے زیادہ پرچار کرتے ہیں وہ حضرت سید انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔ یہ ان کے اپنے استاد کا مسلک ہے جو فیض الباری میں مذکور ہے۔ اگر یہ عقیدہ شرک ہے تو پھر یہ اپنے استاد کے متعلق بھی خیر منائیں کہ وہ اور ان کی جماعت والے ان کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

صرف یہ عنایت اللہ شاہ گجراتی کے استاد کا ہی مسلک نہیں ہے بلکہ ان کے ساتھ ساتھ ان کے پیروں کا مسلک بھی یہی ہے۔ دونوں کی کتابیں ہمارے پاس موجود ہیں استادوں کی بھی اور پیروں کی بھی دونوں کے مسلک میں کوئی فرق نہیں۔

مردے کا قدموں کی آہٹ سننا

دفن کے بعد جب لوگ واپس آتے ہیں تو مردہ ان کے قدموں کی آہٹ سنتا ہے۔ یہ بھی متفق علیہ روایت ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں: ''یسمع قرع نعالھم'' مردہ واپس آنے والوں کے پاؤں کی آہٹ سن رہا ہوتا ہے مردہ بھی جوتوں کی آہٹ سن رہا ہوتا ہے کہ فرشتے سوال وجواب کے لئے آجاتے ہیں۔ اس پر بھی امام بخاری نے ترجمۃ الباب قائم کیا ہے۔ ''المیت یسمع خفق نعالھم'' کہ میت واپس لوٹنے والوں کے پاؤں کی آہٹ سن رہا ہوتا ہے۔ اب اس میں بھی سننے کا ذکر آیا ہے۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۷۸، ۱۸۴، مسلم ج ۲، ص ۳۸۶)

مردوں کو سلام کرنا

قبرستان جاکر صاحب قبر کو سلام کرنے کا تذکرہ بہت سی روایات میں آیا ہے کہ جب قبرستان جاؤ تو وہاں کے رہنے والوں سے یوں کہو۔ السلام علیکم دار قوم مؤمنین! (مشکوۃ ج ۱ ص ۱۵۴، ابوداؤد ج ۲ ص ۱۰۴)

ان روایات کے پیش نظر ہمارے اکابر نے یہ مسئلہ ذکر کیا ہے کہ ''اموات باہر والے کی آواز کو سن لیتی ہیں یا نہیں؟'' اس مسئلہ کی زیادہ تفصیل مقصود نہیں صرف اپنا مسلک ظاہر کرنا مقصود ہے۔

ہمارے ہاں قبر کے قریب جاکر میت سے السلام علیکم کہا جائے تو میت سن لیتی ہے۔ اگر اللہ چاہے، میت کو اللہ تعالیٰ متوجہ کردے تو جو بات کھڑا ہونے والا کرتا ہے میت سن لیتی ہے۔

لیکن اس ضمن میں ضابطے کے تحت وہی باتیں آئیں گی جن کی صراحت حدیث میں آگئی جیسے پاؤں کی آہٹ کا سننا یا سلام کا سننا، اس کے علاوہ باقی باتیں کسی ضابطے کے تحت نہیں ہیں۔ لیکن اس کو عقلاً ممتنع ہم نہیں کہہ سکتے کہ بالکل نہیں سنتا۔ اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے وہ متوجہ کردیں تو سن لے گا نہ متوجہ کرتو نہیں سنے گا۔

اس میں تو ہم کہیں گے کہ جی یہ ثابت ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ موجبہ جزئیہ صادق آجائے تو سالبہ کلیہ غلط ہوتا ہے۔ سالبہ کلیہ وہاں نہیں ہوتا، یہ کہنا کہ بالکل نہیں سنتے کسی قسم کا سماع نہیں ہے۔ یہ بات غلط ہے ہم اس میں سلب کلی کے قائل نہیں ہیں اور نہ ہم اس میں ایجاب کلی کے قائل ہیں۔

سلب کلی کا مطلب

سلب کلی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بالکل کسی کی نہیں سنتا نہ قریب سے نہ دور سے، اور ایجاب کلی کا مطلب ہوتا ہے کہ ہر کسی کی بات سنتا ہے، قریب سے بھی دور سے بھی یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔

سماع فی الجملۃ

بعض باتیں سن لے اور قریب سے سن لے اس کا ثبوت ہے جس کو ہم سماع فی الجملۃ سے تعبیر کرتے ہیں ہمارے اکابر کا مسلک یہ ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہر بات کو سن لیتا ہے اور دور سے بھی سن لیتا ہے۔

سماع باری تعالیٰ

الوہیت کا عقیدہ یاد رکھئے: اللہ تعالیٰ کے سماع میں اتنی باتیں آئیں گی کہ وہ ہر وقت، ہر بات، ہر کسی کی، ہر جگہ سے سنتا ہے۔ یہ سننا خصوصیت باری تعالیٰ میں سے ہے، کسی زندہ کے بارے کسی مردہ کے بارے یہ عقیدہ رکھنا کہ: ہر وقت، ہر بات، ہر کسی کی، ہر جگہ سے، سنتا ہے تو یہ عقیدہ رکھنا شرک ہے۔ یہ چار لفظ یاد رکھیں۔ کیونکہ یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی خصوصیت ہے اور اگر یہ عقیدہ کسی اور کے متعلق بھی رکھا جائے تو یہ شرک ہے۔ قریب سے سننا اور دور سے نہ سننا، کوئی بات سننا اور کوئی بات نہ سننا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں۔

اس لئے اگر یہ عقیدہ کسی کے متعلق رکھا جائے تو شرک لازم نہیں آئے گا۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سماع کو سماع کلی کہتے ہیں اور یہ صرف آلہ کی خصوصیت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ چاہے فرشتوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھو، چاہے نبی کے متعلق یہ عقیدہ رکھو، چاہے ولی کے متعلق یہ عقیدہ رکھو، چاہے زندہ کے متعلق یہ عقیدہ رکھو، چاہے مردہ کے متعلق یہ عقیدہ رکھو، یہ عقیدہ شرک ہے۔

ہر جگہ سے سننا، ہر کسی کی سننا، ہر بات سننا، ہر وقت سننا، یہ آلہ کا کام ہے جو آلہ نہیں۔ اس کے لئے اس قسم کا سماع نہیں اور کوئی بات سننا اور کوئی بات نہ سننا، قریب سے سننا اور دور سے نہ سننا۔

یہ اللہ تعالیٰ کی صفت میں نہیں، جب یہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے ہی نہیں تو پھر چاہے کسی زندہ کے متعلق یہ عقیدہ رکھو، کسی مردہ کے متعلق یہ عقیدہ رکھو اس سے شرک لازم نہیں آتا۔

شرک کا مفہوم

جمعیت اشاعت التوحید سے تعلق رکھنے والے کہتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ مردے سنتے ہیں تو یہ شرک ہے، مماتیوں کو معلوم ہی نہیں کہ شرک کیسے کہتے ہیں؟ شرک کا مفہوم کیا ہے؟ شرک کا مفہوم ہے اللہ کی ذات وصفات میں کسی کو شریک کرنا۔ ذات میں شریک کرنے کا مطلب ہے کہ جیسے اللہ ہے ایسے کوئی اور بھی ہے یا اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کی صفات کسی اور کے اندر مان لی جائے تو اس کو شرک کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سمیع بھی ہے اور بصیر بھی ہے۔ اللہ کی صفت سننا بھی ہے اور دیکھنا بھی ہے تو آپ بھی سنتے ہیں یا نہیں سنتے؟ اور آپ لوگ بھی دیکھتے ہو یا نہیں دیکھتے؟ اور قرآن نے ہمیں سمیع اور بصیر کہا ہے: ''فجعلناہ سمیعاً بصیراً'' (دہر:۲) ہم نے انسان کو مختلف پانیوں کو اٹھا کر کے پیدا کیا اور اس کو سمیع بھی بنایا اور بصیر بھی بنایا تو کیا ہم اللہ کے شریک ہو گئے؟ اللہ بھی سمیع اور بصیر اور ہم لوگ بھی سمیع اور بصیر تو کیا ہم اللہ کے شریک ہو گئے؟ (نہیں) تو پھر ہمارے سننے اور اللہ کے سننے میں کیا فرق ہے؟

وہ فرق ہم ذہن میں لائیں تو خود پتہ چل جائے گا کہ یہ عقیدہ شرک ہے یا نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کیسے سنتا ہے اللہ کے سننے کے متعلق یہ عقیدہ ہے، اللہ ہر وقت سنتا ہے، ہر کسی کی سنتا، ہر بات سنتا ہے، ہر جگہ سے سنتا ہے اور اگر ہم

لوگ سمیع وبصیر ہیں تو کیا ہم بھی ہر وقت سنتے ہیں؟ اور ہر بات سنتے ہیں؟ ہر کسی کی سنتے ہیں؟ ہر جگہ سے سنتے ہیں؟ بالکل نہیں، تو پھر ہم اللہ کے شریک کیسے ہوئے؟ یہ عقیدہ کسی کے متعلق رکھنا اس سے مردہ بھی ضروری نہیں، اگر کسی زندہ کے متعلق یہ عقیدہ رکھو گے مثلاً کوئی شخص اپنے زندہ پیر کے متعلق یہ عقیدہ رکھے کہ چاہے میرا پیر لاہور ہے یا چاہے کراچی ہے لیکن وہ ہر وقت میرا حال جانتا ہے، ہر وقت میری بات سنتا ہے، ہر وقت جب مشکل کے وقت پکاروں دن میں یا رات میں وہ سنتا ہے، جہاں سے پکاروں وہ سنتا ہے، چاہے وہ شخص زندہ ہے، مردہ نہیں تو بھی آپ نے اس کو اللہ کا شریک بنالیا اور آپ مشرک ہو گئے۔

سماع موتی کا عقیدہ شرک نہیں

جب یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی ہے کہ کوئی بات سنے، کوئی نہ سنے، قریب سے سنے، دور سے نہ سنے، یہ اللہ کی صفت نہیں ہے۔ اس لئے جو لوگ قبر والوں کے سماع کے قائل ہیں وہ قریب سے قائل ہیں۔ دور سے قائل نہیں ہیں اور وہ ہر بات سننے کے قائل نہیں کہ جہاں سے پکاروہ سنیں گے یہ ان کا عقیدہ نہیں اور علماء دیوبند جو درحقیقت اہل حق ہیں ان کا بھی یہ عقیدہ نہیں اور جو یہ عقیدہ رکھتا ہے ہر بات ہر وقت سنتا ہے وہ مشرک ہے۔ قبر کے پاس سلام کہو حدیث میں آتا ہے اور صحیح روایات میں موجود ہے کہ مردے سنتے بھی ہیں۔ جواب بھی دیتے ہیں بلکہ حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ جو سید عنایت اللہ شاہ کے استاذ ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر مردہ زندگی میں سلام کرنے والے کو پہچانتا تھا تو قبر میں اس کو پہچان بھی لیتا ہے تو قریب سے سنتا ہے دور سے نہیں سنتا۔

لیکن جن باتوں کا ذکر حدیث میں آگیا ان کے متعلق ہم کہیں گے کہ سنتا ہے، سلام سنتا ہے۔ قبر میں دفن کر کے جلوگ واپس آئے ہیں تو ان کے پاؤں کی آہٹ سنتا ہے مردہ۔ کیوں کہ ہم بے دین نہیں کہ حدیث کو نہ مانے جیسے کہ مماتی ہیں۔ باقی اس کے علاوہ ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے۔ بس اللہ جو بات سنانا چاہے سنتا ہے، جو نہ سنانا چاہے نہیں سنتا۔ یہ مردے کی خصوصیت نہیں یہ زندوں میں بھی ایسے ہے۔

یوں تو زندہ بھی نہیں سنتے

میں نے کئی بار اس کا تجربہ کیا ہے کہ ہم کسی عالم صاحب کی تقریر سننے گئے۔ میرے ساتھ کئی ساتھی گئے میں نے ان سے کہا کہ حضرت والا نے کیا فرمایا تو دوست کہنے لگے یار معلوم نہیں تو میں نے اس سے کہا تم کہاں تھے کہنے لگا کہ میں گھر پہنچا ہوا تھا گھر کے حالات ذہن میں گھوم رہے تھے۔ حالانکہ آپ حضرت والا کے سامنے بیٹھ کر ان کی بات نہیں سنتے اور یہ مماتی حضرات کے ساتھ بھی ہوتا ہے کئی بار میری ان سے بات ہوئی تو میں نے ان سے کہا یعنی ان میں سے کسی ایک سے کہ بھائی میں نے کہا تو کہتا ہے معلوم نہیں تو میں نے کہا آپ کہاں تھے تو کہتا ہے فلاں جگہ گیا ہوا تھا یا کوئی بات سوچ رہا تھا۔

حالانکہ میرے سامنے بیٹھ کر بھی میری بات نہیں سنتا، سامنے بیٹھے ہوئے بھی نہیں سنتے۔ کیا یہ روز ہوتا نہیں؟ (ہوتا ہے) آپ کا ذہن گھر کی طرف چلا جائے تو آپ استاذ کی تقریر نہیں سنتے اور جو لوگ علماء کی تقریر سننے جاتے ہیں اور اسٹیج کے قریب بیٹھے ہوتے ہیں۔ پھر بھی نہیں سنتے تو پھر یہ کون سا ضابطہ ہوا کہ زندہ سنتا ہے مردہ نہیں سنتا۔ ہم کہتے ہیں بسا اوقات زندہ بھی نہیں سنتا۔ اللہ تعالیٰ متوجہ کر دیں تو سنتا ہے۔ امام صاحب نماز پڑھاتا ہے اور

مقتدی پیچھے کھڑا ہے۔ اب نماز ختم ہونے کے بعد ان سے پوچھو کہ امام نے فاتحہ کے علاوہ کون سی سورۃ پڑھی ہے۔ ہمیں ایک لفظ بھی سنا ہوا یاد نہیں ہوتا کیوں کہ دھیان کسی اور طرف چلا گیا تھا حالانکہ زندہ کھڑے ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ ضابطہ کہ زندہ سنتا ہے مردہ نہیں سنتا کوئی ضابطہ نہیں۔ زندہ بھی اس وقت سنتا ہے جب اللہ متوجہ کر دے اور مردہ بھی اس وقت سنتا ہے جب اللہ متوجہ کر دے۔ اس لئے یہ کوئی شرک نہیں۔

موت کے بعد ورثاء کو یاد کرنے کا ذکر

قرآن کریم کے دو مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد بھی انسان کو پیچھے کی طرف کچھ خیال رہتا ہے۔

ایک مقام تو سورۃ یاسین میں ہے جس میں رجل یسعی کا ذکر جس نے انبیاء علیہم السلام کی حمایت میں اپنی قوم کو سمجھایا تھا: ''وجاء من اقصی المدینۃ رجل یسعی'' (یٰسین:۲۰) جب وہ وفات پا گیا تو اس نے اپنی تمنا کا یوں اظہار کیا۔ ''یلیت قومی یعلمون'' (یٰسین:۲۶) اے کاش میری قوم کو پتہ چل جائے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے اور مجھے عزت والے لوگوں میں شامل کر لیا ہے تاکہ وہ بھی میرا طریقہ اپنائیں اور کفر و شرک سے باز آجائیں اس نے اپنی قوم کو یاد کیا اور تمنا کی۔ یہ قرآن کریم میں موجود ہے۔

اور دوسرا مقام پر سورۃ آل عمران میں جہاں شہداء احد کا ذکر ہے فرمایا: ''لاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ اموا تا'' (آل عمران:۱۶۹) اس کے آخر میں یہ لفظ بھی ہیں۔ ''یستبشرون باالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم'' بشارت ہے ان کے لئے جو ابھی لاحق نہیں ہوئے ان کے ساتھ اور جن کو پیچھے جہاد کرتا ہوا چھوڑ آئے ہیں ان کا خیال کر کے یہ خوش ہوتے ہیں کہ وہ بھی ایسے طریقہ پر چل رہے ہیں کہ وہ بھی اللہ کا فضل اور اس کی رحمت حاصل کریں گے ان کے حال پر یہ شہید ہونے والے خوش ہیں۔ معلوم ہوا پچھلوں کے حال پر خوش ہونا قرآن کریم کی اس آیت میں مذکور ہے۔ ''یستبشرون باالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم'' (آل عمران:۱۷۰) یہ ان کے حال پر خوش ہیں کہ وہ اسی طریقے پر چل رہے ہیں جس پر چلتے ہوئے ہم آخرت میں آگئے اور اللہ نے ہمیں خوش حال کر دیا وہ ہمارے بھائی جو پیچھے ہیں جب ہمارے راستے پر چلتے ہوئے آئیں گے وہ بھی اللہ کا فضل حاصل کریں گے۔ اس بات کا خیال کر کے وہ خوش ہوتے ہیں۔

ورثاء کو یاد کرنے کا ذکر حدیث میں

اسی طرح صحیح روایت سے بھی ثابت ہے کہ جب قبر میں انسان کو دفن کر دیا جاتا ہے اور فرشتے آکر اس سے وہ تین سوالات کرتے ہیں ''من ربک؟ ما دینک؟ ماتقول فی ھذا الرجل؟''

(ابوداؤد ج ۲ ص ۲۹۸، مشکوۃ ج ۱ ص ۲۵، بخاری ج ۱ ص ۱۷۸)

یہ تین سوال ہیں اس پرچے کے جو برزخ میں آپ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ جن کا جواب مہیا کرنا ضروری ہے۔ جواب وہاں عملی زندگی کے ساتھ آئے گا یہ نہیں کہ آپ یہاں یاد کر لیں ان کا جواب اس وقت ہی دے سکو گے۔ جب اللہ کو رب سمجھا ہوگا اور دینی الاسلام اس وقت کہہ سکو گے جب اسلام کو دنیا میں اپنایا ہوگا اور ''ھذا محمد رسول اللہ'' اسی وقت کہہ سکو گے جب ان کی رسالت پر اعتماد کرتے ہوئے ان کے طریقے کو اپنایا ہوگا اور اگر ایسا نہیں کیا ہوگا تو پھر انسان اس کا جواب نہیں دے سکے گا۔

جب اس کو پاس قرار دے دیا جاتا ہے تو فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ ہمیں تو تیری شکل ہی دیکھ کر معلوم ہو گیا تھا کہ تو کامیاب ہو جائے گا۔ اس پر وہ کہتا ہے کہ مجھے چھوڑ دو میں اپنے پچھلوں کو بتا آؤں کہ میں کامیاب ہو گیا ہوں اور میں نے امتحان پاس کر لیا، ان کو بتا آؤں کہ میری حالت اچھی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے والوں کو پچھلوں کا کچھ نہ کچھ خیال رہتا ہے۔ قرآن کریم کی آیت اور اس قسم کی روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔

سماع موتی کے متعلق بخاری شریف کی روایت

جس وقت میں بخاری شریف کی روایت دیکھتا ہوں کہ قلیب بدر کے اندر جنگ بدر ختم ہو گئی اور پیغمبر نے فرمایا: ۷۰ مشرکین مکہ کے سرداروں کو اس گندے کنویں میں ڈال کر پیغمبر ان مردوں کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔ اے ابو جہل بتا میں سچا، یا تیرا دین سچا، عتبہ بتا میں سچا یا تیرا دین سچا۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے نبی ﷺ یہ تو مردے ہیں یہ کیا سنتے ہوں گے کیونکہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے اور بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ یہ تو مر گئے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ اس وقت تجھ سے زیادہ میری یہ بات سن رہے ہیں یہ بخاری شریف کی روایت ہے۔ اب میں مماتیوں سے پوچھتا ہوں کہ پیغمبر نے بات سنائی یا نہیں سنائی؟ ہمارا ابھی یہ عقیدہ ہے کہ جب تک رب نہ چاہے کچھ نہیں ہو سکتا۔ جس وقت رب چاہے تو آسمان کے چاند کے دو ٹکڑے ہو سکتے ہیں، رب نہ چاہے تو ۱۷ دن ۱۳ دن وحی نہیں آ سکتی، رب چاہے تو ان مردوں کو نبی ﷺ کی بات سنا سکتا ہے، رب نہ چاہے تو نہیں سنا سکتا یہ تو رب کے اختیار میں ہے۔ یہ معنی مماتیو تم نے کہاں سے لے لیا کہ مردہ سنتا ہی کوئی نہیں؟

مماتیوں کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کوئی تعلق نہیں

اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مماتیوں کا کوئی تعلق نہیں۔ اماں جی عذاب میت کی قائل ہیں (بخاری شریف ص۱۸۱) پر ہے کہ اماں کی حدیث پاک ہے، حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میت کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔ میت اسی جسم کو کہتے ہیں، اماں عائشہ رضی اللہ عنہا جسم کے عذاب کی قائل ہیں اور مماتی قائل نہیں، تمہارا کیا تعلق اماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے، پھر اماں عائشہ رضی اللہ عنہا علم میت کی قائل ہیں کہ میت کو علم ہے۔ فہم میت کی قائل ہیں کہ میت کو سمجھ ہے اور مماتی اس کے قائل نہیں، اماں عائشہ رضی اللہ عنہا سلام خطاب کی قائل ہیں کہ قبر پر جا کر خطاب سے السلام علیکم یا اھل القبور! یہ خطاب کا صیغہ ہے اور مماتی کہتے ہیں کہ خطاب کا نہیں۔ دعا ہے مردے کے لئے دعا ہر جگہ کی جا سکتی ہے، لیکن السلام علیکم یا اھل القبور صرف قبر پر جا کر ہی کہتے ہیں، یہاں تو کوئی نہیں کہتا۔

میری اپیل ہے ان حضرات سے جو اہل حق کے عقائد رکھتے ہیں، جب بھی کوئی مماتی ملے تو اس کو کہو، السلام علیکم یا اھل القبور! اب جب ان کو یہ کہا جاتا ہے تو وہ غصے میں آ جاتے ہیں کیوں؟ میں تو دعا کر رہا ہوں تمہیں کیا تکلیف ہے؟ یہ خطاب والی دعا قبر پر جا کر ہو سکتی ہے تو جب خطاب مقصود ہے تو وہ سنے گا تو خطاب ہو گا؟ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی قائل ہیں مماتی اس کے قائل نہیں، اماں جی رضی اللہ عنہا کلام میت کی قائل ہیں کہ مردہ سنتا بھی ہے، ترمذی شریف میں یہ بات کہ آپ رضی اللہ عنہا کے بھائی عبدالرحمن جب فوت ہوئے تھے تو آپ رضی اللہ عنہا وہاں نہیں تھیں مدینہ منورہ میں جب پہنچیں تو پھر اپنے بھائی کی قبر پر گئیں اور وہاں ان کو خطاب کر کے شعر پڑھے ہیں۔ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے اب وہ خطاب میت کی بھی

قائل ہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا انداز عجیب ہے، صحیح بخاری میں جہاں یہ حضرت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا والا قول نقل کیا ہے کہ وہ زیادہ سنتے نہیں، زیادہ جانتے ہیں، اس کے ساتھ اگلی والی جو حدیث ہے وہ یہ ہے کہ ایک یہودی عورت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور اس یہودیہ نے کہا (بڑھیا تھی) کہ بیٹی اللہ تجھے عذاب قبر سے بچائے، اماں عائشہ رضی اللہ عنہا بڑی حیران ہوئیں، وہ چلی گئی تو حضور پاک ﷺ سے پوچھا کہ قبر میں مسلمانوں کو بھی عذاب ہوتا ہے، اماں عائشہ رضی اللہ عنہا یہ سمجھتی تھیں کہ عذاب قبر صرف کافروں کے لئے ہوتا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں گناہگار مسلمان کو بھی عذاب ہوتا ہے۔

مماتی حضرات اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام محض دھوکہ دینے کے لئے لیتے ہیں

اماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر میں نے کئی دفعہ دیکھا کہ حضرت اونچی آواز سے دعا مانگتے تھے کہ یا اللہ! عذاب قبر سے محفوظ رکھنا تاکہ ہمیں بات یاد کرادیں تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سمجھا رہے ہیں کہ یہ واقعہ ۲ھ کا (بدر کا واقعہ) ہے اور جو یہودیہ کے آنے کا واقعہ ہے یہ ۸ھ کا ہے تو معلوم ہوا کہ ایک زمانے میں عذاب قبر کے بارے میں تفصیلات اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم نہیں تھی، لیکن بعد میں تفصیلات معلوم ہوئیں اور بعد میں پھر یہ سلام میت کی بھی قائل ہیں۔ میت کے پہچاننے کی بھی قائل ہیں۔ فرماتی ہیں کہ اب میں اپنے گھر میں بھی پردہ کرتی ہوں تو کپڑے پورے لے کر تا کہ ''حیاء من عمر'' یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مجھے حیاء آرہی ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پہچان کی قائل ہیں، کلام کی قائل ہیں۔ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مماتیوں کا کسی بات میں کوئی تعلق ہے ہی نہیں پھر اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی مسند احمد میں پوری حدیث موجود ہے کہ جسم اور روح کو عذاب ہوتا ہے تفصیل سے بیان فرمارہی ہیں تو اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام مماتی حضرات عوام کو محض دھوکہ دینے کے لئے لیتے ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی سماع کے قائل ہیں

امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب (فقہ اکبر ص ۱۰۰) پر لکھتے ہیں: ''اعادة الروح الی العبد فی قبره حق'' ترجمہ: قبر میں اعادہ روح برحق ہے۔

روح لوٹائی جاتی ہے جسم میں اس سے اس کو عذاب وثواب ہوتا ہے اور جواہر القرآن میں مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ روح اگر قبر میں لوٹائی جائے تو پھر سماع ثابت ہوجاتا ہے، کیونکہ روح سے ہی آدمی سنتا ہے، جب امام صاحب روح کو لوٹانے کے قائل ہیں تو وہ پکے سماع کے بھی قائل ہیں، عدم سماع ان سے کہیں بھی ثابت نہیں۔

مردوں کا سننا قدرت خداوندی کے ساتھ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: ''انک لا تسمع الموتی'' اور پھر فرمایا ''ولکن اللہ یسمع من یشاء'' کہ اے مخاطب تو مردوں کو نہیں سنا سکتا، یہ اللہ سناتا ہے اب وہ کیسے سنتے ہیں؟ اس کو قدرت خداوندی کے سپرد کرو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''انک لاتسمع الموتی'' مردے سنتے نہیں، یہ نہیں کہا، بلکہ فرمایا آپ ﷺ نہیں سنا سکتے، سناتا خدا ہے یعنی مردوں کا سننا قدرت خداوندی کے ساتھ ہے، اسباب کے طور پر وہ خود نہیں سنتے اور دنیا میں ہم اسباب کے تحت خود سنتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اسباب دیئے تو آپ اور ہم سنتے ہیں اور وہاں کا سننا قدرت خداوندی کے ساتھ ہے۔

سوال: کیا مردے اسباب کے ساتھ سنتے ہیں؟

جواب: دیکھیں وہ ہیں کہاں؟ عالم برزخ میں تو اگلے جہاں میں سننا، سنانا، سب قدرت خداوندی کے ساتھ ہے تو اگر کوئی کہے کہ وہ اسباب کے ساتھ سنتے ہیں، تو نہیں۔ قدرت خداوندی سے سنتے ہیں، اسباب کے ساتھ ہم سنتے ہیں۔

اہل برزخ اور اہل دنیا کا تعلق

یہ بات آپ حضرات کے ذہن میں رہنی چاہئے کہ مرنے کے بعد آدمی اس دنیا سے بالکل نہیں کٹ جاتا بلکہ برزخ والوں کا اس دنیا سے اور اس دنیا والوں کا برزخ والوں سے کسی نہ کسی درجے میں رابطہ رہتا ہے۔ بالکل انسان اس دنیا سے کٹ کر ایسا نہیں ہوجاتا کہ اس کا ادھر سے کوئی تعلق ہی نہ رہے ان آیات وروایات کے علاوہ اور بھی بہت سی روایات سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔

ایک اور روایت ہے کہ جب فوت ہونے والا نیا آدمی جاتا ہے تو پہلے والے بڑی خوشی مناتے ہیں جیسے کسی کا کوئی رشتہ دار ایک عرصہ بعد سفر سے لوٹا ہو تو ملاقات کر کے خوشی ہوتی ہے اسی طرح ان کو بھی خوشی ہوتی ہے اور جب وہ پوچھتے ہیں کہ فلاں کا کیا حال ہے، فلاں کا کیا حال ہے؟ اور یہ کہتا ہے کہ وہ تو مجھ سے پہلے آچکا ہے تو پھر وہ سب افسردہ ہوجاتے ہیں کہ جب وہ پہلے آگیا ہے اور ہم سے ملاقات نہیں ہوئی تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ دوسرے کھاتے میں چلا گیا۔ (نسائی ج۱ ص ۲۰۳، مشکوۃ ۱۴۲)

تو اس سے پتا چلتا ہے کہ جو بخشی ہوئی روحیں ہوتی ہیں ان کی آپس میں ملاقات ہوتی ہے اور جو عذاب قبر کی گرفت میں آگیا اس کی روح ان نیک اور اچھے لوگوں سے نہیں مل سکتی۔ اس لئے وہ بیچارے غمزدہ ہوجاتے ہیں کہ اگر وہ پہلے آچکا ہے اور ہم سے ملاقات نہیں ہوئی تو یہ علامت ہے اس بات کی کہ وہ دوسری طرف چلا گیا۔

روح کے جسم عنصری کے ساتھ تعلق میں عقلاً کوئی استبعاد نہیں ہے

مسلمان کے ایقان واطمینان کا ذریعہ تو قرآن کریم احادیث شریف اور اجماع امت واضح دلائل ہیں وہ ان کی موجودگی میں کسی اور چیز کا قطعاً محتاج نہیں ہوتا۔ لیکن آج کے مادہ پرست دنیا اور عقل نارسا کی پجاری کے لئے آج کی سائنس میں ایسی واضح مثالیں اور نظیریں بھی موجود ہیں جن سے وہ اپنے ضمیر کو سائنس کی ایجادات سے بھی مطمئن کرسکتے ہیں قریب کے زمانہ میں امریکہ نے تین مرتبہ چاند پر کامیابی کے ساتھ اپنے آدمی اتارے اور حیرت انگیز معلومات سے دنیا کو محو حیرت کردیا۔ پہلی مرتبہ ۱۶ر جولائی ۱۹۶۹ء کو امریکہ کے تین خلاباز، نیل آرمسٹرانگ، ایڈون آلڈرن اور مائیکل کولنز، تین ہزار ایک ٹن وزنی خلائی جہاز اپالو یازدہم کے ذریعہ زمین سے روانہ ہوکر (اختصار کے سے ساتھ عرض کررہا ہوں) چاند کی سطح پر پہنچے، اس طویل سفر میں خلائی جہاز اور قمری گاڑی اور خلابازوں کے جسم کے ساتھ زمینی مرکز کیپ کینیڈی میں خلائی مرکز سے بدستور تعلق قائم رہا حتی کہ ان کے دل کی رفتار تک سنائی دیتی رہی۔ خلائی مرکز کے ڈاکٹر چارلس ببرے بتایا کہ خلاباز جب چاند پر کام کررہے تھے ان کے دل کی حرکت بالکل نارمل تھی۔

یاد رہے زمین سے چاند کا فاصلہ دو لاکھ چالیس ہزار میل (سائنس دانوں نے جو نئی پیمائش کی ہے اس کے مطابق چاند، زمین سے دو لاکھ چھبیس ہزار نو سو ستر میل دور چاند زمین سے ۳۵۶۴۰۰ سے ۴۰۶۷۰۰ آج کل کی تحقیق کے مطابق کے فاصلہ پر ہے۔ (اخبار امروز ۶ر اگست ۱۹۶۹ء ص۱)

امریکہ نے ۲/مارچ کو کیپ کینیڈی سے اپنا خلائی جہاز پائینرا، نظام شمسی کے لیب سے دور دراز سیارہ مشتری کی طرف روانہ کیا۔ مشتری زمین سے تقریباً ایک ارب کلومیٹر دور ہے۔ اب دیکھیں سائنسی آلات اتنے طاقتور ہیں کہ زمین سے ان کا رابطہ ہے۔

یہ تو انسانی سائنس اور انسانی کوشش اور کاوش کا ایک نتیجہ ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کی قادر مطلق ذات کو اس پر قدرت نہیں ہے کہ ارواح کو علیین یا سجین میں رکھنے کے باوجود (جیسا کہ روایات سے ثابت ہے) ان کا تعلق قبروں میں ان کے اجسام یا اجسام کے ذرات سے وابستہ رکھے؟ اگر یہ امور وقوع پذیر ہو سکتے ہیں اور سورج کا تعلق زمین سے ایک واضح مشاہدہ کی حیثیت رکھتا ہے تو ارواح کے اجسام کے ساتھ تعلق رکھنے میں بھی عقلی طور پر ہرگز کوئی مضائقہ نہیں ہے مرنے کے بعد روح کے جسم عنصری کے ساتھ تعلق کو مستبعد سمجھنے والے حضرات میں اگر حق کی طلب وجستجو ہے تو ان شاء اللہ تعالیٰ! بالآخر یہ اپنی غلطی کا ضرور احساس کر کے جمہور اور اکابر کا دامن تھام لیں گے اور اپنے عقائد کو صحیح کریں گے اور قرآن حدیث کے مطلب اور معنی کے سمجھنے میں حضرات سلف صالحین رحمہم اللہ کے فہم پر اعتماد کرنا پڑے گا اور اس کے بغیر چارہ نہیں ورنہ سخت ٹھوکر لگے گی:

ممکن ہے کہ تو جس کو سمجھتا ہے بہاراں — اوروں کی نگاہوں میں وہ موسم ہو خزاں کا

مماتیوں کا اشکال اور اس کا منہ توڑ جواب

جمعیت اشاعت التوحید والے حضرات کہتے ہیں کہ جو لوگ آگ میں جل گئے، راکھ ہو گئے، ان کے ذرات بکھر گئے۔ اب ان کو عذاب، عذاب قبر کہاں سے ہوگا، عذاب کس چیز کو ہوگا، کیوں کہ جسم تو رہا ہی نہیں، وہ تو ذرے ذرے ہو گیا، راکھ ہو گیا، آگ میں جل گیا، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مشرکین کا عقیدہ ہے کہ جب ہم ذرہ ذرہ ہو جائیں گے، جب ہمارے ذرات بکھر جائیں گے۔ جب ہماری ہڈیاں بکھر جائیں گی اور کچھ نہیں ہوگا تو پھر کس طرح سے حیات ہوگی اور پھر کس طرح عذاب وثواب ہوگا یہ مشرکین کا عقیدہ ہے، یہ موحدین کا عقیدہ نہیں ہے۔ یہ ان لوگوں کا عقیدہ ہے جو اپنی عقل پر مدار رکھتے ہیں اور یہی معتزلہ ہیں اور معتزلہ کا اصول یہی ہے ورنہ تو قرآن کریم میں صراحتاً ہے قوم نوح کے بارے میں سورۃ نوح میں ''اغرقوا فادخلوا نارا'' ظاہری طور پر ان کو پانی میں ڈبویا گیا ہے لیکن حقیقت میں وہ جہنم میں پہنچ گئے۔ پانی اور آگ آپس میں دونوں متقابل ہیں۔ ''اغرقوا'' ڈبوئے گئے، ''فادخلوا نارا'' متصل ڈبونے کے بعد آگ کے اندر داخل کر دیئے گئے۔ ظاہری صورت پانی کی تھی حقیقت کے اعتبار سے آگ تھی۔

ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں ''النار یعرضون علیها غدوا وعشیا ویوم تقوم الساعة ادخلوا ال فرعون اشد العذاب'' فرعونی سارے کے سارے سمندر میں ڈوبے تھے، پانی میں ڈوبے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کہتا ہے انہیں صبح وشام آگ کے اوپر پیش کیا جاتا ہے اور قیامت کے دن کہا جائے گا ان کو سخت عذاب میں پہنچا دو۔ پانی میں ڈوبے ہوئے حقیقت میں آگ میں چلے گئے تمہاری عقل مانے نہ مانے قرآن کریم یہی کہتا ہے۔ اس لئے بظاہر چاہے ریزہ ریزہ ہو جائیں جو کچھ بھی ہو جائیں لیکن یہ قرآن وحدیث کا عقیدہ ہے کہ انہیں قبروں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب بھی ہوتا ہے، عذاب بھی ہوتا ہے اور ہر نیک آدمی، ہر مقبول بندہ حدیث کی رو سے اس کی قبر کے اندر جنت کی کھڑکی کھلتی ہے اور خوشبو آتی ہے۔ لیکن کسی کسی کی اللہ کرامت ظاہر کر دیتے ہیں کہ وہ خوشبو باہر والے

لوگوں کو بھی محسوس ہوتی ہے جیسے کہ علماء دیوبند حیاتی کی قبروں سے خوشبو آتی رہی حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک سے خوشبو پھوٹی، لال مسجد میں شہید طلبہ وطالبات کی قبروں سے خوشبو پھوٹی، غازی عبد الرشید شہید رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے خوشبو پھوٹی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے خوشبو پھوٹی ہے۔ وغیرہ۔

حصہ دوم...... حیات النبی ﷺ متفق علیہ ہے

(پمفلٹ کی صورت میں شائع ہوا)

جماعت اشاعۃ التوحید والسنۃ کا عقیدہ بسلسلہ مسئلہ حیات النبی ﷺ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''انک میت و انھم میتون'' (القرآن)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم!

''من کان منکم یعبد محمدا فان محمدا قدمات'' (البخاری)

بعض حضرات ہمارے ساتھیوں کو اکثر کہا کرتے ہیں کہ اگر اشاعۃ التوحید والسنۃ والوں کا عقیدہ قرآن مجید، سنت صحیحہ، اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم باسند صحیح، ائمہ احناف مجتہدین کے مفتی بہ اقوال کے مطابق وموافق ہے تو ان کو کہو کہ وہ لکھ دیں تو ہم اپنے ساتھیوں کا مطالبہ پورا کرتے ہوئے اپنا عقیدہ مسئلہ حیات النبی ﷺ کے سلسلہ میں تفصیلاً پیش کر رہے ہیں۔ اب ہم سے اختلاف کرنے والوں کا مذہبی، اخلاقی فرض بنتا ہے کہ وہ حضرات بھی اس مسئلہ حیات النبی ﷺ کے بارہ میں اپنا عقیدہ تفصیلاً اپنے علماء کرام سے لکھوا کر لائیں۔

۱...... حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی موت شریف بصورت خروج روح واقع ہوئی ہے۔

۲...... آپ ﷺ کی روح مبارک جسم سے جدا ہونے کے بعد مقام رفیق اعلیٰ (جنۃ الفردوس) میں چلی گئی۔

۳...... قیام قیامت تک وہاں ہی عیش وعشرت میں رہے گی۔

۴...... قیام قیامت کے وقت آپ ﷺ کی روح مبارک واپس آپ کے جسم میں داخل ہوگی، پھر آپ ﷺ زندہ ہو کر اپنی قبر مبارک سے باہر تشریف لائیں گے۔

۵...... باقی موت سے تا قیام قیامت آپ ﷺ کا جسم مبارک اگرچہ محفوظ ومعطر رہے گا (جیسا کہ اب بھی ہے) مگر اس میں روح موجود نہیں۔ حاصل اینکہ ہم حضور ﷺ کی حیات روحانی برزخی کے قائل ہیں۔

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں

سوال نمبر ا: جماعت اشاعۃ التوحید والسنۃ کا عقیدہ (مماتیوں کا) بسلسلہ مسئلہ حیات النبی ﷺ۔

۱...... حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی موت شریف بصورت خروج روح واقع ہوئی ہے۔

۲...... آپ ﷺ کی روح مبارک جسم سے جدا ہونے کے بعد مقام رفیق اعلیٰ میں چلی گئی۔

۳...... قیامت قیامت تک وہاں ہی عیش وعشرت میں رہے گی۔

۴...... قیام قیامت کے وقت آپ ﷺ کی روح مبارک آپ ﷺ کے جسم میں داخل ہوگی، پھر آپ ﷺ زندہ ہوکر اپنی قبر مبارک سے باہر تشریف لائیں گے۔

۵...... باقی موت سے تا قیام قیامت آپ ﷺ کا جسم مبارک اگرچہ محفوظ ومعطر رہے گا مگر اس میں روح موجود نہیں۔

مماتیوں کا کہنا ہے کہ ہمارا مذکورہ عقیدہ قرآن، سنت صحیحہ، اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم باسند صحیح اور ائمہ احناف مجتہدین کے مفتی بہ اقوال کے مطابق ہے، اگر یہ عقیدہ غلط ہے تو قرآن واحادیث صحیحہ کی روشنی میں واضح فرمائیں۔

سوال نمبر ۲: مذکورہ مسئلہ کے بارے میں اکابرین علماء دیوبند کا عقیدہ کیا ہے؟ قرآن مجید، سنت صحیحہ، اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم باسند صحیح کی روشنی میں اکابرین علماء دیوبند کا عقیدہ بیان فرمائیں۔

سوال نمبر ۳: کیا انبیاء کی قبر والی حیات برزخی دنیوی روحانی جسمانی ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

حیات النبی ﷺ کے بارے میں جمہور امت کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام برزخ میں جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں، ان کی حیات برزخی صرف روحانی نہیں بلکہ جسمانی حیات ہے جو حیات دنیوی کے مماثل ہے۔ بجز اس کے کہ وہ احکام کے مکلف نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد الموت حقیقی جسمانی مثل حیات دنیوی کے ہے، جمہور امت کا یہی عقیدہ ہے اور یہی علماء دیوبند کا مسلک ہے۔

(از فتویٰ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ وکذا فی المہند علی المفند، جو بیب ۷، ۱۴، ۴۳)

جو حضرات حیات انبیاء علیہم السلام کے بارے میں جمہور اہل السنۃ والجماعت اور اکابر علمائے دیوبند کے مؤقف کے خلاف رائے رکھتے ہیں وہ اس مسئلہ میں مسلک دیوبند سے ہٹے ہوئے ہیں۔ چنانچہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ اپنے ایک فتویٰ میں وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اور یہ ظاہر ہے کہ دیوبندیت کوئی مستقل مذہب نہیں، جمہور اہل السنۃ والجماعت کے مکمل اتباع ہی کا نام دیوبندیت ہے، جو عقیدہ اہل السنت الجماعت کے خلاف ہے وہ دیوبندیت کے بھی خلاف ہے۔''

(حیات انبیاء از مولانا عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ الصدیق ملتان جمادی الاولیٰ ۱۳۷۸ھ)

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں: ''احقر اور احقر کے مشائخ کا مسلک وہی ہے جو المہند میں بالتفصیل مرقوم ہے، برزخ میں جناب رسول اللہ ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام بجسد عنصری زندہ ہیں، جو حضرات اس کے خلاف ہیں۔ وہ اس مسئلہ میں دیوبند مسلک سے ہٹے ہوئے ہیں۔'' (حیات انبیاء ص ۱۴۷ از مولانا عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ الصدیق ملتان جمادی الاولیٰ ۱۳۷۸ھ)

سوال کے ساتھ منسلکہ پمفلٹ میں ذکر کردہ عقیدہ علمائے دیوبند کا عقیدہ نہیں ہے۔ لہٰذا اس کو علمائے اہلسنت یا علمائے دیوبند کا عقیدہ قرار دینا اور اس پر عمل کرنا شرعاً درست نہیں۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم ا محمد طاہر غفرلہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۱۱ رمضان ۱۴۳۳ھ، ۳۱ جولائی ۲۰۱۲ء

الجواب صحیح: احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ مفتی جامعہ دار العلوم کراچی ۱۲ رمضان ۱۴۳۳ھ

مماتی حضرات عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کے متعلق التباس دینے میں مرزائیوں سے جا ملے

پہلے زمانے میں کافروں کا یہ دستور رہا ہے کہ وہ ایک بت بناتے اور اس کا نام ابراہیم وغیرہ رکھ دیتے، حضرت ابراہیم علیہ السلام چونکہ تمام ادیان میں مقبول ترین شخصیت تھے۔ اس لئے لوگ سمجھتے شاید یہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ پر ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بت کی پہلے تعظیم کرتے اور پھر یہ تعظیم عبادت کی حد تک پہنچ جاتی۔ پہلے اس بت کو مشکل کشا کہتے پھر خود اسی کو مشکل کشا مان لیتے، اسی طرح اہل کتاب یہود و نصاریٰ کسی نبی کی سوانح عمری خود لکھتے اور اس کا نام تورات، زبور اور انجیل رکھ لیتے اور ان کتابوں کو الہامی اور خدائی قرار دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان کی بدعات کا تذکرہ یوں فرمایا: "یکتبون الکتب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عنداللہ" ترجمہ: وہ لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھ سے پھر کہہ دیتے ہیں یہ خدا کی طرف سے ہے آج کل کے نئے فرقوں نے بھی یہی طریقہ اپنا لیا ہے کہ ایک فرقہ بناتے ہیں، پھر ان پڑھوں کے سامنے اپنے غلط عقائد کو قرآن کا نام لے کر پیش کرتے ہیں۔ یہی حال اشاعۃ التوحید والسنۃ والوں کا ہے جن کا ۱۹۵۸ء سے قبل کوئی وجود نہیں تھا بلکہ تمام امت کا عقیدہ حیات النبی ﷺ پر اتفاق ہے۔ بانی اشاعۃ التوحید والسنۃ عنایت اللہ گجراتی نے حیاۃ انبیاء کرام علیہم السلام کا انکار کیا اور اس پر ان آیات کو پیش کیا جو مرزا قادیانی نے ازالۃ الاوہام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر پیش کی ہیں اور آج تک تمام مماتی ملعون مرزا قادیانی کی پیش کردہ آیات کا سہارا لیتے ہیں اور قادیانی کی طرح عوام کو دھوکا دیتے ہیں کہ ہم قرآن کی آیت پیش کرتے ہیں اور مولوی امتیوں کے اقوال قرآن کے مقابلے میں بیان کرتے ہیں۔ ہمارا ان سے یہی سوال ہے جو مرزا قادیانی سے تھا کہ قرآن کا جو مطلب تم بیان کرتے ہو یہ کسی صحابہ یا تابع، تبع تابع یا چودہ سو سال تک کسی مفسر نے بیان کیا ہے تو یہ اپنے استاذ مرزا قادیانی کی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وارث جماعت اہل سنت والجماعت دیوبندی حیاتی کو قرآن کا منکر قرار دیتے ہیں اور مرزا قادیانی والا جواب دیتے ہیں کہ قرآن کے مقابلے میں امتی کا قول حجت نہیں۔

عقیدہ حضرات مالکیہ

امام مالک رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ آپ یعنی امام مالک رحمہ اللہ اسے ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص یوں کہے کہ "میں نے حضور ﷺ کی قبر کی زیارت کی" امام مالک کے مقلدین میں سے ابن رشد اس کی تشریح یہ کرتے ہیں کہ اس ناپسندیدگی کی وجہ یہ ہے کہ زیارت کا لفظ عام طور پر موتی کے متعلق استعمال ہوتا ہے اور حضور ﷺ وفات شریفہ کے بعد

ابن حیات تامہ سے زندہ ہیں اور یہ حیات آئندہ بھی اسی طرح رہے گی۔ پس آپ ﷺ غذائے حس دنیوی سے باوجود حیات کاملہ سے زندہ ہیں۔ (نورالایمان بزیادۃ آثار الحبیب الرحمن وکذالک فی وفاء الوفاء ج ۲ ص ۴۱۲، ۴۱۳، مقام حیات ص ۱۹۷)

علماء مالکیہ میں سے امام قرطبی (ج ۵ ص ۲۶۵) امام ابوحیان اندلسی (البحر المحیط ج ۱ ص ۲۸۳) علامہ ابن الحاج علامہ ابن رشد وغیرہ نے اس کا خوب تذکرہ کیا ہے۔

عقیدہ شوافع

شوافع میں سے امام بیہقی اور امام سیوطی رحمہ اللہ نے حیات انبیاء پر مستقل کتاب لکھی ہیں۔ علامہ طیبی اور علامہ ابن حجر، امام غزالی اور علامہ سبکی رحمہ اللہ نے بھی انہی حقائق کی تصدیق کی ہے۔ بلکہ تمام اکابر شوافع کا یہی مسلک ہے۔ طبقات شافعیہ میں ہے "عندنا رسول اللہ ﷺ حی یحس ویعلم وتعرض علیہ اعمال الامۃ ویبلغ الصلوۃ والسلام" ہم شافعہ کے نزدیک حضور ﷺ زندہ ہیں اور آپ ﷺ میں احساس اور شعور موجود ہے۔ آپ ﷺ پر اعمال امت بھی پیش ہوتے ہیں اور صلوٰۃ والسلام بھی آپ ﷺ کو پہنچایا جاتا ہے۔ (طبقات شافعیہ ج ۲۲ ص ۲۸۲)

حنابلہ کا عقیدہ

"قال ابن عقیل من الحنابلۃ ہو ﷺ حیٌ فی قبرہ یصلی" ترجمہ: حنابلہ کے مشہور بزرگ ابن عقیل فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ (الروضۃ البہیہ ص ۱۴)

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ابن قیم کی عبارت بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔

حنفیہ کا عقیدہ

علامہ شرنبلالی نور الایضاح میں فرماتے ہیں کہ محققین کے نزدیک یہ طے شدہ ہے کہ حضور انور ﷺ زندہ ہیں، آپ ﷺ کو رزق ملتا ہے اور عبادات سے آپ لذت اٹھاتے ہیں، ہاں اتنی بات ہے کہ وہ ان نگاہوں سے پردے میں ہیں جو ان مقامات تک پہنچنے سے قاصر رہتی ہیں۔ (نور الایضاح ص ۱۷۷)

علامہ ابن عابدین الشامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے (جس کو آگے ذکر کیا گیا ہے) (رسائل ابن عابدین ج ۲ ص ۲۰۳)

نیز مراقی الفلاح، طحطاوی فتح القدیر اور دیگر کتب احناف سے حیات النبی ﷺ صراحتاً ثابت ہے۔

الغرض: عقیدہ حیات النبی ﷺ پوری امت کا اجماعی عقیدہ ہے یعنی آپ ﷺ کی حیات جسمانی پر جمیع صحابہ کبار رضی اللہ عنہم، ائمہ اربعہ، جمہور حضرات محدثین ومفسرین اور تمام علماء امت کا اتفاق ہے۔

چنانچہ: حافظ ابن حجر، علامہ عینی، ملا علی قاری، علامہ ابن کثیر، صاحب روح المعانی علامہ آلوسی، علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ وغیرہم نے اجماع نقل کیا ہے۔

عقیدہ حیات النبی ﷺ اور علماء دیوبند

"حضرت نانوتوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انبیائے کرام کو انہیں اجساد دنیاوی کے تعلق کے اعتبار سے زندہ سمجھتا ہوں۔" (لطائف قاسمیہ ص ۳)

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری متفقہ طور پر علمائے دیوبند کی ترجمانی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک آنحضرت ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ ﷺ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے الخ المہند علی المفند (ص ۱۳، ۱۴) پر علمائے دیوبند کے تیئیس ۲۳ اکابر کے دستخط ہیں۔

پس حیات النبی ﷺ کا انکار تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ائمہ اربعہ، مفسرین اور محدثین اور اہل سنت والجماعت کی مخالفت ہے۔ لہٰذا منکرین حیات النبی ﷺ اہل سنت والجماعت اور دیوبندیت سے خارج ہیں۔ جس کی تفصیل عالم اسلام کی مرکزی اسلامی درسگاہ دارالعلوم دیوبند کا جامع، مکمل اور مدلل فتویٰ جو خیر الفتاویٰ میں درج ہے ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

جماعت اشاعت التضلیل والبدعۃ نے جو مذکورہ پرچے میں اپنا عقیدہ بیان کیا ہے اس میں ایک آیت قرآن اور خطبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایک جملہ نقل کیا ہے۔ اس کے جواب سے قبل یہ بات سمجھ لیں کہ جماعت اشاعت التضلیل والبدعۃ کا اہل سنت والجماعت سے اختلاف وقوع موت میں نہیں بلکہ بعد الوفات قبر اطہر میں جسد عنصری کے ساتھ حیات میں ہے جس کے تمام مماتی منکر ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اختلاف وقوع موت میں نہیں بلکہ حیات بعد الوفات میں ہے اب سمجھیں۔

جواب نمبر ۱: ''انک میت و انھم میتون'' آیت قرآنی میں وعدہ موت ذکر نہیں حیات یا ممات بعد الوفات پر آیت میں کوئی تذکرہ نہیں ہے وجہ یہ ہے کہ آج تک ان سے قبل کسی مفسر نے ممات بعد الوفات پر استدلال نہیں کیا۔ عدم حیات پر استدلال کرنا مرزا قادیانی کی اقتداء و اتباع کرنا ہے اور محل اختلاف پر مماتیوں کے پاس کوئی دلیل نہیں اور نہ ہی کوئی آیت قرآنی اور نہ ہی حدیث اور نہ ہی چاروں اماموں کی فقہ سے کوئی جزئیہ اور نہ ہی قیامت کی صبح تک پیش کر سکتے ہیں یہ ایک چیلنج ہے۔

اور عوام کو گمراہ کرنے کے لئے یہ آیت پیش کرتے ہیں، عام آدمی بچارا پریشان ہو جاتا ہے کہ ہاں بھائی یہ تو صحیح کہہ رہا ہے، کیونکہ آیت مبارکہ میں میت کا لفظ ہے اور میت مردے کو کہتے ہیں۔ جب کہ ایسی آیت مبارکہ سے حجۃ الاسلام قاسم العلوم الخیرات بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے تخصیص موت پر استدلال کیا ہے، بایں طور کہ ''انک میت و انھم میتون'' میں واؤ عاطفہ ہے اور عطف اور معطوف میں مغایرت یعنی عطف معطوف کا غیر ہوتا ہے۔

لہٰذا نبی اور غیر نبی کی موت میں فرق ہے جس طرح نبی کی نیند اور غیر نبی کی نیند میں فرق ہے کہ غیر نبی کی نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور نبی کی نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا ایسی ہی غیر نبی کی موت میں اخراج روح ہوتا ہے جب کہ نبی کی موت میں اخراج روح نہیں ہوتا۔

جواب نمبر ۲: منکر حیات پر حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا لاجواب سوال قاسم العلوم والخیرات حضرت نانوتوی رحمہ اللہ انہوں نے ایک سوال کیا ہے اور وہ سوال آج تک مماتی برادری پر جبل احد بن کر سوار ہے وہ سوال آج تک مماتی برادری کے سامنے سد سکندری کی طرح قائم ہے۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ پر اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین! وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کلام فصیح ہے اور اللہ تعالیٰ کی کلام بلیغ ہے اور فصاحت اور بلاغت کا معنی یہ ہے، کہ انسانی کلام میں یا کسی کے کلام میں الفاظ کا تکرار نہ ہو، ایک لفظ کا بار بار آنا جب کہ اس کا معنی وہی ہے، مفہوم ایک ہے اور اس سے دو معنی مراد نہیں کہ ایک لفظ ایک مقصد کے لئے بار بار آ رہا ہے یا بار بار آئے۔ یہ فصاحت و بلاغت کے خلاف ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی کلام فصیح و بلیغ

ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں کوئی شک نہیں خالق جل مجدہ نے اعلان فرمایا: ''انک میت و انھم میتون '' میرے پیغمبر موت آپ پر بھی آنے والی ہے۔'' وانھم میتون '' اور لوگ بھی مرنے والے ہیں۔ اللہ نے لفظ میت دو جگہ کیوں فرمایا؟

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب باقی لوگوں کی موت اور پیغمبر ﷺ کی موت ایک جیسی ہے؟ جیسے باقی لوگ فوت ہوگئے۔ ایسے پیغمبر ﷺ معاذ اللہ، فوت ہوگیا؟ اگر دونوں کے اس دنیا سے جانے کا کوئی فرق نہیں ہے؟ تو خالق جل مجدہ نے لفظ میت کا دو جگہ استعمال کیوں فرمایا ہے؟ ایسے بھی تو کہا جاسکتا تھا کہ: ''انک و ھم میتون '' اے میرے نبی ﷺ آپ اور باقی لوگ بھی مرنے والے ہیں لفظ میت ایک مرتبہ استعمال ہوتا، اس کو دو جگہ استعمال کیوں کیا ہے؟ ایک دفعہ انک میت اور دوسری جگہ پھر وانہم میتون، جب موت برابر تو لفظ دو جگہ کیوں؟ اللہ کی کلام فصیح و بلیغ ہے اور فصاحت و بلاغت کا تقاضہ یہ ہے کہ لفظ میں بلا وجہ تکرار نہ آئے۔ اب اگر نبی ﷺ کی موت اور غیر نبی کی موت میں فرق کوئی نہیں تو لفظ میں تکرار بنتا ہے جو کلام الٰہی کی شان کے خلاف ہے اور جب کوئی مسلمان اللہ کی کلام میں تکرار اور تضاد نہیں تسلیم کرتا نہ تسلیم کرسکتا ہے تو ماننا پڑے گا کہ انک میت میں مفہوم الگ وانہم میتون میں مفہوم الگ ہے۔

اب سوال یہ ہوتا ہے کہ لفظ ایک ہے تو مفہوم الگ الگ کیسے؟

حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ قرآن پیش کرتا ہے اور اس میں ایک لفظ دونوں جگہ ہے، لیکن مفہوم الگ الگ ہے۔ ایک لفظ آیا ہے زلیخا کے واسطے، ایک لفظ آیا ہے حضرت یوسف علیہ السلام کے واسطے، زلیخا واسطے لفظ آیا ہے و ھم بھا اور حضرت یوسف علیہ السلام واسطے لفظ ہے و ھم بہ، جس کے معنی ارادہ ہے اور زلیخا کے معاملے میں بھی و ھم بھا آیا ہے، اس میں بھی معنی ارادہ ہے، دونوں جگہ لفظ ایک ہے معنی دونوں کا ارادہ ہے تو جو ارادہ زلیخا کا تھا۔ کیا وہی ارادہ یوسف علیہ السلام کا تھا؟ (معاذ اللہ) نہیں ہرگز نہیں، اگر ارادے میں فرق ہے، تو لفظ ایک ہے فرق کیسے ہے؟ لفظ وہاں بھی ہم، لفظ یہاں بھی ہم، اگر دونوں لفظ کے مفہوم میں فرق ہے اور فرق کیا جاسکتا ہے تو ''انک میت '' اور '' وانھم میتون '' میں فرق کیا جاسکتا ہے، ہاں اگر موت میں فرق نہیں تو وجہ بتائیں کہ تکرار کیوں آیا؟ لفظ میت دو دفعہ کیوں آیا؟ مماتی حضرات بتائیں وجہ تکرار کیا ہے؟ لفظ میت دو دفعہ کیوں آیا؟ جب کہ ''انک میت و انھم میتون '' کہا جاسکتا تھا؟ یہ بار بار تکرار کا کیا معنی؟ جب کہ تکرار آیا ہی اس واسطے کہ نبی کی موت اور ہے اور تیری میری موت اور ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خطبہ کے الفاظ سے مماتی حضرات غلط استدلال کرتے ہیں

اور خطبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مماتی آدھا پڑھتے ہیں اور آدھا نہیں پڑھتے اور یہ عادت قرآن نے یہودیوں کی بتائی ہے۔ قرآن فرماتا ہے ''افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض '' ترجمہ: کیا تم ایمان لاتے ہو کچھ کتاب پر اور انکار کرتے ہو کچھ کتاب کا۔

آٹھ شارحین نے خطبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں یہ بات لکھی ہے کہ خطبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں حیات فی القبر ثابت ہو رہی ہے جیسا کہ ماقبل میں یہ بات گزری ہے حتیٰ کہ مماتیوں کے مدرسہ دار العلوم تعلیم القرآن کے ماہنامہ تعلیم القرآن ۱۹۶۴ء میں یہ بات لکھی ہے کہ خطبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے حیات فی القبر ثابت ہو رہی ہے، چور جب بھی چوری کرتا ہے وہ اپنے نشان چھوڑ جاتا ہے جس کے سبب وہ پکڑا جاتا ہے مماتیوں کا جھوٹ ان کے اپنے ہی مماتیوں نے پکڑ لیا اور یہ ایسے چور ہیں جو لوگوں کے ایمان پر ڈاکا مارتے ہیں۔

جماعت اشاعۃ التوحید نے جو حیات النبی ﷺ کے بارے میں جو عقیدہ بیان کیا ہے وہ محض ان کی افتراء اور اختراع ہے۔ قرآن وحدیث میں اس کا کوئی وجود اور ثبوت نہیں اس کے لئے صرف اس عبارت پر اکتفاء کرتے ہیں جس پر شیخ غلام اللہ خان صاحب رحمہ اللہ اور اشاعت التوحید والسنہ کے امیر قاضی نور محمد صاحب رحمہ اللہ نے بھی دستخط کئے تھے۔

۱۸ر محرم ۱۳۸۳ھ بمطابق ۲۲ر جون ۱۹۶۲ء کو راولپنڈی مماتیوں کا مدرسہ دار العلوم تعلیم القرآن میں قاری طیب صاحب رحمہ اللہ کی زیر سرپرستی فریقین کے ذمہ داروں نے درج ذیل عبارت پر دستخط کئے۔

وہ عبارت یہ ہے: ''وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو برزخی (قبر شریف) میں بہ تعلق روح حیات حاصل ہے اور اس حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ ﷺ صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔''

سبحان اللہ! حق حق ہوتا ہے جتنا بھی چھپاؤ نہیں چھپتا حقیقت اپنے آپ کو خود ہی منوا لیتی ہے منوانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

نیز ۲۲ر صفر ۱۳۹۲ھ میں دار العلوم تعلیم القرآن کے مفتی عبد الرشید صاحب ایک فتویٰ کا جواب لکھتے ہیں فرماتے ہیں کہ ''کتب فقہ حنفی اور احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ عند القبر (قبر کے نزدیک) بذات آنحضرت ﷺ درود وسلام سنتے ہیں، سلف اہل سنت والجماعت میں اس کے اندر کوئی اختلاف نہیں'' اس کی تصحیح شیخ غلام اللہ خان رحمہ اللہ اور مفتی دار العلوم تعلیم القرآن مفتی غلام ربانی نے کی ہے۔

پس مماتیوں کے مدرسہ کا یہ فتویٰ بھی صراحت کے ساتھ فی القبر اور اہل السنت والجماعت کے اجماعی عقیدہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اس کے علاوہ جمعیت اشاعت التوحید کے مرکزی امراء مذکورہ مسئلہ کے بارے میں بیان فرماتے ہیں۔

حضرت مولانا قاضی نور محمد صاحب قلعہ دیدار سنگھ

حضرت مولانا قاضی نور محمد صاحب مرحوم دیدار سنگھ والے حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کے امیر اوّل تھے، مولانا عبد الحمید سواتی مہتمم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ، حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کی کتاب تحفہ ابراہیمیہ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں، ''ایک دفعہ ہمارے سامنے کی بات ہے کہ حدیث سماع کا ذکر تھا۔ یعنی حضور ﷺ کا یہ فرمان کہ ''من صلّی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیاً ابلغتہ'' تو قاضی صاحب فرمانے لگے کہ جس حدیث کے بارے میں ملا علی قاری، حافظ ابن قیم، امام ابن تیمیہ، علامہ سخاوی اور حافظ ابن حجر جیسے بزرگوں نے یہ کہا ہے کہ یہ صحیح ہے اگر ہم کہیں کہ یہ صحیح نہیں تو کوئی دانشمندی کی بات نہ ہوگی اور اسی طرح آپ نے صاف الفاظ میں فرمایا کہ حضور کریم ﷺ کو اپنی قبر مبارک میں حیات حاصل ہے ایسی حیات کہ جس سے اپنی قبر کے پاس صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔'' (فیوضات حسینیہ، تحفہ ابراہیمیہ ص ۳۶)

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب

متشدد گروپ کے واعظ چتروڑ گڑھی کے فتویٰ کفر دینے کے بارے میں اس کے حلقہ کے ایک آدمی نے

مولانا غلام اللہ خان صاحب سے فتویٰ دریافت کیا تھا۔ مولانا کے دارالافتاء سے جو جواب حاصل ہوا تھا۔ اس کی ایک کاپی میرے پاس موجود ہے۔ اس کو یہاں نقل کر دیتا ہوں تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ خانہ زاد تحقیق اور بے پدر فتویٰ صرف تشدد گروپ کی اسلاف سے قلبی نفرت کا اظہار اور علماء دیوبند کو بدنام کرنے کی ایک سازش ہے، جمعیت کے اکابرین کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ ایسے لوگ جمعیت اشاعت التوحید وسنت کی خدمات کو پامال کر رہے ہیں اور اکابر کی علمی نیک نامی کو بدنامی سے بدل رہے ہیں۔

مضمون خط

بخدمت جناب شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

المرام اینکہ ہمارے علاقہ میں ایک عالم صاحب نے یہ مسئلہ بیان فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی قبر اطہر پر درود وسلام پڑھنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آنحضرت ﷺ بذات خود سنتے ہیں یا سن رہے ہیں۔ یہ بالکل صریح شرک ہے اور قرآن وحدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا میرے نزدیک کافر ومشرک ہے۔ جناب والا سے تشریح طلب ہیں کہ کیا واقعی ایسا عقیدہ رکھنے والے کافر ومشرک ہیں یا نہیں۔ احقر عبدالقادر خان عباسی

از احمد پور شرقیہ

الجواب وہو الموفق للصواب

”کتب فقہ حنفی اور احادیث سے یہ ثابت ہے کہ عندالقبر بذات خود آنحضرت ﷺ درود وسلام سنتے ہیں۔ سلف اہل سنت والجماعت میں اس کے اندر کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ایسے عقیدے والے کو کافر ومشرک کہنا بہت بڑی دلیری ہے۔ العیاذ باللہ! اللہ تعالیٰ ایسی جسارت سے ہر ایک کو محفوظ رکھے اور سلف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرماوے۔ واللہ اعلم بالصواب“ عبدالرشید مفتی دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی ۲۲ رصفر ۱۳۹۶ھ

الجواب صحیح: لاشئی غلام اللہ خان۔ جواب درست ہے: ناکارہ خلائق غلام ربانی

جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کے مرکزی رہنما لکھتے ہیں: ”قرآن کریم میں اس مسئلہ کی صراحت کہیں بھی نہیں ہاں شہداء کے حق میں ارشاد ہوتا ہے ’بل احیاء ولکن لا تشعرون‘ اس سے بطور دلالت النص سمجھ میں آتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کہ جن کا درجہ شہداء سے بھی بہت بڑا ہے وہ بعد الوفات زندہ ہیں وہ اس طرح علماء کرام نے زادہم اللہ شرفاً نے یہ مسئلہ قرآن سے نکالا ہے۔ دلالت النص اسے کہتے ہیں کہ ایک چیز مذکورہ ہو دوسری اس سے بطور اولیٰ سمجھ میں آئے اس دور میں اور پہلے دور میں اس کے ساتھ اتنا ایمان ہونا کافی تھا کہ یہ حضرات زندہ ہیں جس زندگی کا ہمیں شعور نہیں اور بس۔“ (مسالک العلماء از قاضی شمس الدین رحمہ اللہ ص ۲۹ نیا ایڈیشن ص ۵۲)

جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کے مرکزی شیخ التفسیر والحدیث سید محمد حسین شاہ نیلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ ”یہ حیات انبیاء علیہم السلام کا مسئلہ (قرآن سے) دلالت النص کے ذریعے ثابت ہے اور جو حکم دلالت النص کے ذریعے ثابت ہوتا ہے وہ قطعی ہوتا ہے جیسے عبارت النص سے ثابت شدہ حکم قطعی ہوتا ہے۔“ (ندائے حق ج ۲ ص ۳۸)

حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب

مولانا قاضی شمس الدین صاحب، حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ کے متوسلین میں سے اونچے درجہ کے عالم ہیں۔

قاضی صاحب رحمۃ اللہ مسئلہ حیات النبی ﷺ پر اختلافات کے ابتدائی دور میں حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ کے نام اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں کہ:

''آپ جب یہ معلوم کر چکے ہیں کہ ہماری عام جماعت مسئلہ حیات النبی ﷺ میں یہ تسلیم کرتی ہے کہ رسول کریم ﷺ اس جہاں سے رحلت فرمانے کے بعد قبر مبارک میں زندہ ہیں جسد اطہر تغیرات سے بالکل صحیح سالم محفوظ ہے، روح کا ایک غیر مدرک بالکنہ تعلق بھی جسد اطہر سے ہے اور آپ ﷺ قبر کے نزدیک سے صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں گو روح اطہر کا مقام اعلیٰ علیین ہے جیسا کہ علماء اہلسنت والجماعت نے اس کی تصریح فرمائی ہے (اس سے حضرت قاضی صاحب مرحوم کا اشارہ جماعت کے اس فیصلے کی طرف سے ہے جو ۲۲ رجولائی ۱۹۶۲ء کے منعقدہ اجلاس میں کیا گیا جس میں عقیدہ حیات النبی ﷺ پر مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ صاحب کی اسی تحریر کی توثیق وتائید کی گئی جس پر قاضی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ اور حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ پہلے ہی تائیدی دستخط فرما چکے تھے اور یہ فیصلہ ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی کی اگست ۱۹۶۲ء کی اشاعت میں شائع بھی ہو چکا ہے) تو اب ہماری عام جماعت سے آپ لوگوں کا کیا اختلاف باقی رہا؟ ہم میں سے بعض حضرات جن کے متعلق آپ کو معلوم ہے، حیات روحانی کے قائل ہیں، ہمارے پاس کوئی ایسی پاور ہے نہیں کہ ان کو ہم اپنا ہم مسلک بنا سکیں۔ ان حضرات سے ہمارے تعلقات مسئلہ توحید کی اشاعت کی بنا پر قائم ہیں وہ ٹوٹ نہیں سکتے۔ بایں ہمہ ہم آپ حضرات سے بھی پرانے تعلقات خوش گوار ہی چاہتے ہیں۔ اگر آپ لوگ از راہ کرام اس استدعا کو قبول فرمالیں تو اس میں اسلام، اہل اسلام اور جماعت علماء دیوبند کا بھلا اور خیر خواہی ہوگی۔'' (بحوالہ ہدایۃ الحیران طبع جدید ص ۷۴)

حضرت مولانا قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ کے ان مکتوبات سے پانچ چیزیں پوری طرح واضح وآشکارا ہیں۔

<u>پہلی بات</u>: یہ ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی روح مبارکہ کو اعلیٰ علیین میں ماننے کے باوجود جسد اطہر کے ساتھ اس کا تعلق تسلیم کرتے ہیں اور اس چیز کا برملا اعتراف کرتے ہیں کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ اور علامہ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ جیسے اکابرین بھی اسی کے قائل ہیں۔

جب کہ مولانا عطاء اللہ بندیالوی صاحب اور اشاعت التوحید والے حضرات آنحضرت ﷺ کے جسد اطہر کے ساتھ روح مبارکہ کا تعلق تسلیم ہی نہیں کرتے اس پر سوائے انا للہ وانا الیہ راجعون! کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

<u>دوسری بات</u>: مولانا قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ عند القبر آنحضرت ﷺ کے سماع کے قائل ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ قطب الارشاد حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ اور شیخ حافظ ابن ہمام رحمۃ اللہ جیسے اسلاف بھی اسی کے قائل ہیں۔ جب کہ مولانا عطاء اللہ بندیالوی صاحب حیات النبی ﷺ کے قائلین کو قبر پرستوں سے متاثر قرار دینے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے (جس کا ذکر مغالطات بندیالوی میں آئے گا)

تیسری بات: قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پوری جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ حیات انبیاء علیہم السلام کی قائل تھی سوائے چند حضرات کے جو جسد اطہر کے ساتھ تعلق روح سے انکاری اور حیات روحانی کے قائل تھے۔

یہاں پر ایک اہم بات یاد رکھیں: حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیوبند سے پاکستان تشریف لائے تو انہوں نے درج ذیل تحریر فریقین کے سامنے رکھی (جسے ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں، یہاں ایک اہم بات بتانا مقصود ہے)

''وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بہ تعلق روح حیات حاصل ہے اور اس حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔''

اس تحریر پر حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب، حضرت مولانا محمد علی جالندھری، حضرت مولانا قاضی نور محمد صاحب، حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دستخط ثبت فرمائے۔

سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ نہ مذکورہ اجلاس میں شریک ہوئے اور نہ مذکورہ تحریر پر انہوں نے دستخط فرمائے۔ جس کی وجہ سے حضرت مولانا قاضی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارہ میں درج ذیل تحریر علیحدہ لکھ کر دی ''ہم (مولانا قاضی نور محمد صاحب اور مولانا غلام اللہ خان صاحب) اس کی پوری کوشش کریں گے کہ سید عنایت اللہ شاہ صاحب سے اس تحریر (مندرجہ بالا) پر دستخط کرائیں۔ جس پر ہم نے دستخط کئے ہیں۔ اگر ممدوح اس پر دستخط نہ کریں گے تو ہم مسئلہ حیات النبی ﷺ میں اس تحریر کی حد تک ان سے برأت کا اعلان کردیں گے۔ نیز اپنے جلسوں میں ان سے مسئلہ حیات النبی ﷺ پر تقریر نہ کرائیں گے اور اگر اس مسئلہ میں وہ کوئی مناظرہ وغیرہ کریں گے تو ہم اس بارہ میں ان کو مدد نہ دیں گے۔'' (نور محمد خطیب قلعہ دیدار سنگھ) لاشئی غلام اللہ خان ۲۲؍جون ۱۹۶۲ء (بحوالہ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند، ستمبر ۱۹۶۲ء ص ۱۵)

البتہ حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ چونکہ اپنے ایک مکتوب کے ذریعہ اپنے ''عقیدہ حیات النبی ﷺ'' کی وضاحت فرما چکے تھے۔ اس لئے مذکورہ تحریر پر ان کے دستخط کرانے کی ضرورت محسوس نہ کی گئی۔

چنانچہ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کی وضاحت اس طرح فرماتے ہیں کہ اس مختصر عبارت کی کافی تفصیل ہے چونکہ قاضی شمس الدین (برادر خود مولانا قاضی نور محمد صاحب) اپنے مکتوب میں لکھ کر مولانا محمد علی جالندھری کے پاس بھیج چکے تھے۔ اس لئے یہ عبارت بالا ان کی مسلمہ ہے۔ بنابریں اس عبارت پر ان کے دستخط کرانے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ عبارت بالا کو ان کی مسلمہ سمجھا جائے۔ (ایضاً ص ۱۵)

اب ذرا غور فرمائیں کہ جمعیت اشاعت التوحید کے تین ذمہ دار حضرات (مولانا قاضی نور محمد صاحب، مولانا غلام اللہ خان صاحب، مولانا قاضی شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ) عقیدہ حیات النبی ﷺ کی مذکورہ تحریر پر متفق تھے وہ آنحضرت ﷺ کی روح مبارکہ کو اعلیٰ علیین میں ماننے کے باوجود جسد اطہر کے ساتھ تعلق تسلیم کرتے ہیں۔

مولانا عطاء اللہ بندیالوی صاحب وضاحت فرمائیں گے کہ جمعیت اشاعۃ التوحید والسنہ کی اب پوزیشن کیا ہے؟

چوتھی بات: قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان چند ضدی افراد کو اپنا ہم مسلک بنانے اور انہیں امت کے اجماعی عقیدہ کا قائل کرنے کے لئے کوئی پاور اور طاقت بھی موجود نہ تھی۔ کیونکہ ضدی افراد دلائل کی بات نہیں سمجھتے بلکہ طاقت کی بات سمجھتے ہیں۔

پانچویں بات: حضرت مولانا قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ان ضدی افراد سے مسلکی ونظریاتی بنیادوں پر نہ تھا بلکہ ان کے ساتھ صرف ان کا تنظیمی تعلق تھا جو اشاعت عقیدہ توحید کے لئے تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنی معروف کتاب ''تسکین القلوب'' میں اپنے عقیدہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''فقہاء کرام اور متکلمین کے نزدیک یہ جسم خواہ ریزہ ریزہ ہو چکا ہو، پھر بھی قبر کے عذاب وثواب اور تالم وتلذذ میں روح کا شریک ہے اور فتویٰ بھی فقہاء کرام کے قول پر دینا چاہئے۔'' (ص ۴۷)

اسی طرح اپنی کتاب ''التعلیق الفصیح علی مشکوٰۃ المصابیح'' میں فرماتے ہیں کہ ''فقہاء کرام کے نزدیک عذاب وراحت روح وجسم دونوں کو ہے اور جسم اس میں روح کے ساتھ شریک ہے۔'' (ص ۳۹)

مولانا قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ بالا حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ وہ تو عام اموات کے اجسام سے بھی تعلق روح کے قائل ہیں اور قبر کے عذاب وراحت میں جسم وروح دونوں کو شریک مانتے ہیں تو پھر آنحضرت ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد مبارکہ سے تعلق روح کا انکار کیسے کر سکتے ہیں؟

جب کہ مولانا عطاء اللہ بندیالوی صاحب قائلین حیات النبی ﷺ کو مشرک وبدعتی قرار دیتے ہیں۔

یہاں پر ایک اہم بات یاد رکھیں: جمعیت اشاعۃ التوحید میں ایک موقع پر سید عنایت اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے غلو اور مولوی احمد سعید ملتانی کے شدید تعصب کی وجہ سے انتشار کی صورت پیدا ہوگئی اور بہت سے حضرات نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی۔ ان حضرات میں حضرت مولانا عبدالعزیز شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ سرفہرست ہیں۔ اس دوران قاضی صاحب نے بھی اسی وجہ سے استعفیٰ دے دیا۔ چنانچہ مولانا عبدالعزیز شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے نام اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں کہ:

احقر نے تو جمعیت (اشاعت التوحید) سے استعفیٰ دے دیا ہے، ویسے برادرانہ تعلقات مولانا غلام اللہ خان صاحب اور مولانا عنایت شاہ صاحب دونوں سے بدستور رکھوں گا، مگر اب عمر بڑی ضعف پیری کے باعث اتنے جھگڑوں اور جھمیلوں میں پڑ نہیں سکتا۔ اس لئے عافیت اسی میں سمجھی کہ کنارہ کش ہو جاؤں۔ (بحوالہ دعوت الانصاف ص ۲۸)

جب کہ مولانا عطاء اللہ بندیالوی صاحب بطریق فخر مولانا قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کے نظریات وعقائد کو تسلیم ہی نہیں کرتے تو آپ ان کی دستار بندی کو بطور فخر کیسے پیش کرتے ہیں؟

اور مذکورہ صورتحال کی روشنی میں بھی جس کو اوپر بیان کیا ہے۔ بندیالوی صاحب کو ان پر فخر رہے گا یا نہیں؟ مسلک دیوبند کی طرف نسبت کے لئے پگڑی اور دستار دلیل بن سکتی ہے یا عقائد ونظریات؟ اور مولانا قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ عقیدہ حیات النبی ﷺ میں الحمدللہ ہمارے ہم نوا تھے جیسا کہ ان کی تحریرات ومکاتیب سے ظاہر ہے۔

میرا سوال: جمعیت اشاعت التوحید کے پچاس علماء جنہوں نے انبیاء کرام کی حیات دنیوی تسلیم کرنے والے حضرات کو اہل سنت تسلیم کیا ہے (الحمدللہ وہ سب حضرات ہمارے لئے قابل احترام ہیں) ان میں مولانا عطاء اللہ بندیالوی صاحب کے والد محترم مولانا محمد امیر بندیالوی کا نام بھی موجود ہے اور اس فیصلہ پر ان کے دستخط بھی ثبت ہیں۔ کیا بندیالوی صاحب اپنے والد محترم کے اس فیصلہ پر رہنا پسند فرمائیں گے؟

یاد رکھیں کہ حضرات علماء دیوبند کے نزدیک آنحضرت ﷺ کو قبر شریف میں جو حیات حاصل ہے وہ حیات دنیویہ برزخیہ ہے دنیویہ تو اس لئے کہ روح مبارک کا تعلق اس جسد اطہر کے ساتھ ہے جو آپ ﷺ کو دنیا میں حاصل تھا گو وہ حیات اہل دنیا کے ادراک وشعور سے بالاتر ہے اور ''ولکن لا تشعرون'' کا مصداق ہے اور برزخیہ اس لئے کہ برزخ میں ہے۔

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب کا مسلک

ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی ستمبر ۱۹۵۹ء (ص ۱۰۵) میں ایک مفصل استفتاء ہے جس کی پانچ شقیں ہیں۔ جن میں دو یہ ہیں نیز آیا روح مبارک کا تعلق بدن حضور علیہ السلام کے ساتھ ہے یا نہیں؟ نیز انبیاء علیہم السلام کا سماع عند القبر احناف اور علماء دیوبند کے نزدیک ثابت ہے یا نہیں؟ جو جواب تحریر فرمایا جاوے اس پر حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب کے دستخط ضروری ہیں تا کہ معلوم ہو جائے کہ ان کی اور ان کی جماعت کی اس مسئلہ میں کیا تحقیق ہے۔ (السائل عمر حیات شاہ ۷ ۲ر صفر ۷۹ ۱۳ھ)

الجواب واللہ الموفق للصواب! (پہلی تین شقوں کے جواب کے بعد)

۴...... تعلق باقی ہے چنانچہ فتح العزیز کی عبارت مذکور میں مصرح ہے وتعلقے بہ قبر نیز ارواح رامیباشد۔ قبر کے ساتھ تعلق باقی ہے تو اجساد کے ساتھ خود باقی ہے اور فقہاء کرام رحمہم اللہ نے بھی تصریح کی ہے کہ تنعم وغیرہ میں اجساد کو بھی شمولیت ہے اور وہ اسی بقاء تعلق پر مبنی ہے۔ البتہ اس تعلق کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں ہے اور نہ یہ ثابت ہے کہ یہ تعلق مثل تعلق دنیا کے ہے۔

۵...... کئی اکابر علماء نے اپنی تحریروں میں تصریح کی ہے کہ عند القبر انبیاء علیہم السلام کا سماع بلا شبہ ثابت ہے۔ خصوصاً سید الانبیاء علیہ السلام کا مقام بہت بلند ہے اور آپ ﷺ کے سماع میں تو کچھ شبہ ہی نہیں۔ بلفظہ

عبد الرشید مفتی دار العلوم تعلیم القرآن راولپنڈی ۷ ۲ر صفر ۷۹ ۱۳ھ

الجواب صحیح: لا شئ غلام اللہ خان

جناب سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری کا اپنا فتویٰ

ماہنامہ تعلیم القرآن ماہ جولائی، اگست ۱۹۶۰ء ۳۲ کے حوالہ سے جناب شاہ صاحب کا فتویٰ نقل کیا ہے۔ جس پر پچاس علماء کرام کی تصدیقات موجود ہیں۔ اس فتویٰ کے آخر میں لکھا ہے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام اور خصوصاً سید الانبیاء ﷺ کو بعد الموت سب سے اعلیٰ وارفع اجمل وافضل حیات برزخیہ عطا فرمائی گئی۔ یہ جمہور اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے اس پر کتاب اللہ احادیث صحیحہ اور ارشادات صحابہ رضی اللہ عنہم شاہد ہیں۔ بلفظہ

عنایت اللہ شاہ بخاری عفی عنہ مسجد جامع گجرات

حضرات علماء دیوبند کے نزدیک یہ حیات دنیویہ برزخیہ ہے۔

دنیویہ تو اس لئے کہ روح مبارک کا تعلق اس جسد اطہر کے ساتھ ہے جو آپ ﷺ کو دنیا میں حاصل تھا گو وہ حیات اہل دنیا کے ادراک وشعور سے بالاتر ہے اور ''ولکن لا تشعرون'' کا مصداق ہے۔

اور برزخیہ اس لئے ہے کہ برزخ میں ہے۔ ظاہر امر ہے کہ یہ حیات روح کی تو ہرگز ہو نہیں سکتی کیونکہ روح پر تو موت نہیں آتی موت تو جسم پر وارد ہوتی ہے اور یہ حیات برزخیہ بقول جناب شاہ صاحب کتاب اللہ (یعنی

بل احیاء الایۃ) اور احادیث صحیحہ (مثلاً فتعاد روحہ فی جسدہ) وغیرہ اور ارشادات حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے تو اسی حیات کی وجہ سے اہل اسلام عند القبر صلوٰۃ وسلام کے سماع کے قائل ہیں اور اسی بات کو حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ یوں بیان فرماتے ہیں۔ ''مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کا اختلاف نہیں۔''

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۱۰۰ طبع دہلی)

اور یہ بات حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کو بھی مسلم ہے۔ کیونکہ روضہ مبارک پر جو درود شریف پڑھا جاتا ہے وہ بالاتفاق بلاواسطہ حضور ﷺ پر پیش ہوتا ہے اور آپ ﷺ اس کو سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۱۰۰، ۱۱۲)

اور اسی کے بارے میں ماہنامہ تعلیم القرآن بابت ماہ اگست ۱۹۶۲ء (ص ۱۸) میں ہے۔ باقی رہا آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کے پاس صلوٰۃ وسلام کے سماع کا مسئلہ تو اس میں فریقین کے درمیان قطعاً کوئی اختلاف نہ تھا۔ تو اب ہماری گزارش ہے کہ اتفاقی مسئلہ میں اختلاف پیدا کرنا چھوڑ دیں اور جرأت کا مظاہرہ کریں۔

اور یاد رکھیں کہ راقم اثیم بھی پہلے جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کی مجلس عاملہ کا رکن تھا جناب شاہ صاحب بخاری گجراتی کے غلو کی وجہ سے الگ ہوا ہے۔ اس دیرینہ تعلق کی بناء پر جمعیت اشاعۃ التوحید والسنہ کے بزرگوں سے پرزور اپیل ہے کہ جمہور اہل اسلام اور اہل سنت والجماعت کے مدلل بالکتاب والسنۃ اور منصور بالبراہین مسلک کو ترک نہ کریں اور تمام مصلحتوں سے بالاتر ہو کر حق بات کہنے کا واشگاف اعلان کریں۔

ہماری قلبی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو راہ راست کی توفیق مرحمت فرمائے:

نہ وہ طرز ادا بدلے نہ میں رنگ دعا بدلا ۔۔۔ مگر تغافل ان کی عادت ہے مناجتیں مرا شیوہ
نہ ہم سے قافلہ چھوٹا نہ ہم نے رہنما بدلا ۔۔۔ زمانہ معترف ہے اب ہماری حقیقت کا

پس مماتیوں کا یہ عقیدہ قرآن وسنت اجماع وقیاس بلکہ مماتی اکابر رحمہ اللہ کے بھی خلاف ہے۔ لہٰذا جو عقیدہ انہوں نے تحریری شکل میں پیش کیا ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں، کیونکہ یہ عقیدہ جمہور علماء کے بھی خلاف ہے اور تو اور مماتی اکابر رحمہ اللہ کے بھی خلاف ہے اور اس کو قرآن واحادیث کی روشنی اور اجماع اور قیاس سے رد کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ عقیدہ قرآن واحادیث اور اجماع اور قیاس کے خلاف ہے۔ لہٰذا جو یہ عقیدہ رکھتا ہے وہ اہل سنت والجماعت اور دیوبندیت سے خارج ہے۔

مماتیوں کا عقیدہ میٹنگ میں بدل جاتا ہے

۱..... سب سے پہلے ربیع الاول ۱۴۰۲ھ میں اشاعۃ التوحید والسنہ کا اجلاس ہوا۔ راولپنڈی میں، اس میں انہوں نے جو لکھا وہ چھپا ہوا موجود ہے کہ ہم جمعیت والے حضور کی قبر مبارک پر صلوٰۃ وسلام کے سماع کے قائل نہیں۔

یاد رکھیں! یہ عقیدہ آپ ﷺ کے وصال کے چودہ سو سال بعد بنایا گیا۔ ہم اس کے قائل نہیں لیکن اگر کوئی اس کا قائل ہے تو ہم اس کو کافر نہیں کہتے۔ یہ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ کا ان کا عقیدہ ہے۔

۲..... پھر محرم ۱۴۰۶ھ میں اس میں توسیع ہوئی کہ اس عقیدہ کے ہم قائل نہیں۔ اگر حضرت پاک ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں تو آپ ﷺ وہاں نہیں سنتے۔ لیکن اگر کوئی پڑھے تو ہم اس کو اہل سنت والجماعت سمجھتے ہیں۔

۳...... پھر ذیقعدہ ۱۴۰۹ھ میں یہ آیا کہ جو شخص حضرت پاک ﷺ کی قبر پر صلوٰۃ وسلام کا قائل ہے کہ آپ ﷺ سنتے ہیں وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے تو ۱۴۰۹ھ میں ان کا عقیدہ پھر بدل گیا۔ ان بے چاروں کا عقیدہ میٹنگ اور دن رات میں بدل جاتا ہے اور یہ گمراہ ہونے کی اعلیٰ دلیل ہے۔

مماتی حضرات نے اپنا عقیدہ بمع تمہید پمفلٹ کی صورت میں شائع اور تقسیم کیا

کافی عرصہ پہلے اشاعت التوحید والوں کا عقیدہ مذکورہ: تمہیداً جو بات لکھی ہے اس میں لکھا ہے کہ:

''ائمہ احناف مجتہدین کے مفتی بہ اقوال کے مطابق وموافق ہے اور قرآن مجید، سنت صحیحہ، اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم بسند صحیح سے ثابت ہے۔ اب آپ مذکورہ عبارت پر غور فرمائیں اشاعت والوں کا دعویٰ ہے کہ ہمارا عقیدہ قرآن مجید، سنت صحیحہ، اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم بسند صحیح ثابت ہے۔''

جب کہ مماتی حضرات کے پاس ایک آیت مبارکہ بھی نہیں اپنے عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے اور نہ ہی ایک حدیث مبارک اور نہ ہی اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم اور نہ ہی قیامت تک پیش کر سکتے ہیں۔ صرف اور صرف عوام کو گمراہ کرنے کی خاطر اور کذب سے کام لیتے ہوئے یہ لکھا گیا اور اکابر علماء دیوبند کو بدنام کرنے کی کوشش کی گئی جو الحمدللہ ناکام ہوئی۔ اور لکھا ہے اشاعت والوں نے ائمہ احناف مجتہدین کے مفتی بہ اقوال کے مطابق وموافق ہے۔ اب اس جملہ پر غور فرمائیں۔

''ائمہ احناف رحمہم اللہ میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں جو پرچے میں مذکور ہے جس کو اشاعت والوں نے شائع کیا جب کہ ائمہ احناف رحمہم اللہ اور مجتہدین کا عقیدہ ماقبل میں گزر چکا ہے'' (ایک نظر پھر دیکھ لیں) کیا ان کا عقیدہ یہ ہے جو پرچے میں مذکور ہے؟ ہرگز نہیں جیسے کہ مماتی حضرات کی عادت ہے کہ عوام کو گمراہ کرنا اور دھوکہ دینا اور ان کے ایمان پر ڈاکا مارنا۔ لہٰذا ان کے یعنی اشاعت والوں کے دھوکہ سے بچیں اور اشاعت والوں کا اکابر علماء دیوبند سے کوئی تعلق نہیں اور اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں اور اکابر علماء دیوبند کا نام لیتے ہیں عوام کو دھوکہ دینے کے لئے کہ ان کا یہی عقیدہ تھا جو ہمارا ہے جب کہ اکابر علماء دیوبند میں سے ایک بزرگ کا بھی یہ عقیدہ نہیں جو اشاعت والوں کا ہے۔ لہٰذا اکابر علماء دیوبند کا عقیدہ رکھیں اور دیگر تمام غلط عقائد سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں۔

ایک دلچسپ بات

مجھے مماتیوں کے ایک عالم صاحب نے کہا کہ ہمارا عقیدہ جو پرچے میں مذکور ہے اس کا جواب ۱۸ سال سے اہل حق نے نہیں دیا اور اکابر علماء دیوبند کو اس کا معلوم ہے اور وہ جواب نہیں دے پاتے اس لئے ہم سچے ہیں اور اگر ہم سچے نہ ہوتے تو اکابر علماء دیوبند اس عقیدہ کا رد ضرور کرتے۔

جب میں نے اس کی تحقیق شروع کی تو پتہ چلا کہ مولانا محمود عالم صفدر اوکاڑوی صاحب دامت برکاتہم نے اس کا جواب دیا اور ان کے عقیدہ پر (اشاعت والوں پر ۴۲ سوالات اٹھائے اور اشاعت والوں کے عقیدہ پر وضاحت طلبی کی جس کا اشاعت والے آج تک اور ان شاء اللہ قیامت تک جواب نہ دے سکیں گے جس کو بندہ نے بھی ذکر کیا ہے اور پھر یاد دلایا ہے کہ ان سوالوں کے جواب دو اور الحمدللہ! مجھے پورا یقین ہے کہ یہ جواب نہ دے سکیں گے۔ پھر بھی مذکورہ سوالات (جو آگے آرہے ہیں) کا انتظار رہے گا شدت کے ساتھ اس کے علاوہ بندہ نے

اپنے اساتذہ سے پوچھا انہوں نے بھی بندہ کو مطمئن کیا اور روز روشن کی طرح واضح جواب عنایت فرمائے جن کا ذکر بندہ نے نہیں کیا کیوں کہ اشاعت والوں کے لئے مولانا محمود عالم صفدر اوکاڑوی صاحب کے سوالات ہی کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مماتی حضرات کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین!

خودساختہ اشاعت التوحید والسنہ کے عقیدہ پر وضاحت طلبی

۱...... حضرت محمد ﷺ کی موت شریف بصورت خروج روح واقع ہوئی۔

۲...... آپ ﷺ کی روح مبارک جسم سے جدا ہونے کے بعد مقام رفیق اعلیٰ میں چلی گئی۔

۳...... قیامت تک وہیں عیش و عشرت میں رہے گی۔

۴...... قیام قیامت کے وقت آپ ﷺ کی روح مبارک واپس آپ کے جسم میں داخل ہوگی۔ پھر آپ ﷺ زندہ ہوکر اپنی قبر سے باہر تشریف لائیں گے۔

۵...... باقی موت سے تا قیامت آپ ﷺ کا جسم مبارک اگرچہ محفوظ و معطر رہے گا (جیسا کہ اب بھی ہے) مگر اس میں روح موجود نہیں۔

۶...... حاصل آنکہ ہم حضور ﷺ کی حیات روحانی برزخی کے قائل ہیں۔ عقیدہ ختم۔

سوالات

۱...... یہ عقیدہ اس تفصیل سے اہل سنت والجماعت کی کون سی کتاب میں مذکور ہے؟ مکمل عبارت بحوالہ تحریر فرمائیں۔

۲...... یہ عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے کہ اس کا منکر کافر ہو یا ضروریات اہل سنت میں سے کہ اس کا منکر اعتقادی بدعتی اور اہل سنت سے خارج ہو۔

۳...... ضروریات دین اور ضروریات اہل سنت کی جامع مانع تعریف بھی فرمائیں۔

۴...... اللھم بالرفیق الاعلی! آپ ﷺ نے اس جسم اور روح سے فرمایا یا جسم مثالی سے۔

۵...... آپ ﷺ کا جسد اطہر اور روح مبارک دونوں رفیق اعلیٰ میں پہنچ گئے یا کسی ایک نے وعدہ خلافی کی؟

۶...... الرفیق الاعلیٰ کہاں ہے کسی آیت حدیث متواتر سے بیان فرمائیں۔

۷...... اللھم بالرفیق الاعلیٰ! کی حدیث حدیث متواتر ہے یا حدیث مشہور یا خبر واحد۔ ان تینوں قسموں کی جامع مانع تعریف بھی فرمائیں۔

۸...... قیامت تک روح مطہرہ الرفیق الاعلیٰ میں رہے گی اور جسد اطہر قبر مبارک میں، لیکن ان کا آپس میں کوئی تعلق یا تلبس نہ ہوگا۔ اس پر ایک آیت یا حدیث متواتر پیش فرمائیں۔

۹... قاضی نور محمد صاحب، مولانا غلام اللہ خان صاحب نے جو اس عقیدہ پر دستخط فرمائے تھے کہ قبر مبارک میں تعلق روح سے آپ ﷺ حیات ہیں اور روضہ مبارک پر پڑھا ہوا صلوٰۃ و سلام آپ سنتے ہیں اس کی وجہ سے وہ کافر قرار پائے یا معتزلی، بدعتی اور یہ عقیدہ انہوں نے کس صریح آیت یا صریح متواتر حدیث سے لیا تھا؟

۱۰...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جو حدیث اللھم بالرفیق الاعلی کی تنہا روایت کرنے والی ہیں وہ آپ ﷺ کی حیات فی القبر کے بارہ میں کیا عقیدہ رکھتی تھیں۔

۱۱...... حضرت امام سعید بن المسیب رحمہ اللہ جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کے تنہا راوی ہیں وہ آپ ﷺ کی حیات فی القبر کے بارہ میں کیا عقیدہ رکھتے تھے؟

۱۲...... حضرت انس رضی اللہ عنہ جو خبر واحد جنت الفردوس ماواہ۔ کے راوی ہیں آپ ﷺ کی حیات فی القبر کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے تھے؟

۱۳...... موت کا کیا معنی ہے اور حیات کا کیا معنی؟

۱۴...... موت اور نیند میں کیا فرق ہے؟

۱۵...... نیند میں روح جسم سے باہر ہوتی ہے یا اندر؟ آپ ﷺ کا لمبا خواب جس میں جسد اطہر مدینہ منورہ میں بستر خواب پر تھا اور روح مبارک عالم مثال جنت، دوزخ کی سیر کر رہی تھی۔ اسی وقت جسد اطہر سے اتنا تعلق تھا کہ سانس چل رہا تھا، کروٹیں بدلی جارہی ہوں، کھانا ہضم ہورہا ہو یا نہیں اور اس کی کیا دلیل ہے؟

۱۶...... قرآن اور احادیث متواترہ میں قبر کس مقام کا نام ہے؟

۱۷...... قبر اور عالم قبر میں کیا فرق ہے؟ اور بستر خواب اور عالم خواب میں کیا فرق ہے؟

۱۸...... نبی اور غیر نبی کی نیند میں کیا فرق ہوتا ہے؟ بادلیل بیان کریں۔

۱۹...... نبی اور غیر نبی کے غسل کفن، جنازہ اور دفن میں کیا کیا فرق ہوتے ہیں بادلیل بیان فرمائیں۔

۲۰...... موت کے بعد نبی اور غیر نبی کے اموال اور ازواج کے احکام میں کیا کیا فرق ہیں؟

۲۱...... مدینہ پاک اور روضہ پاک کو روضۃ من الریاض الجنۃ ماننا ضروری عقیدہ ہے یا نہیں؟

۲۲...... برزخ یعنی پردہ کا کیا مطلب ہے؟ پردہ کا تعلق روح سے ہوتا ہے یا جسم سے؟ روح کبھی پردہ میں کبھی بے پردہ ہوتی ہے، یہ جسم بھی کبھی پردہ میں کبھی بے پردہ ہوتا ہے۔

۲۳...... حیات جسمانی اور حیات روحانی میں کیا فرق ہے؟ کیا حیات جسمانی میں جسم کے ساتھ روح کا تعلق ہوتا ہے یا نہیں اور حیات روحانی میں روح کے ساتھ جسم کا تعلق ہوتا ہے یا نہیں؟ بادلیل بیان کریں۔

۲۴...... برزخی حیات چھپی حیات جو صرف اسی کو محسوس ہو اور کھلی حیات جو سب کو محسوس ہو دونوں میں کیا فرق ہے؟ اور ان کے احکام میں کیا فرق ہے؟

۲۵...... بیداری کی کھلی حیات اور نیند کی نیم برزخی حیات (کہ بعض آثار دوسروں کو بھی محسوس ہوتے ہیں، بعض حالات صرف اسی کو) میں کیا کیا فرق ہیں؟ آثار میں اور احکام میں۔

۲۶...... نیند کی برزخی اور قبر کی مکمل برزخی حیات کے آثار اور احکام میں کیا فرق ہے؟

۲۷...... جب آپ جسد اطہر کو محفوظ اور معطر مانتے ہیں تو کس آیت یا کس حدیث متواتر سے یہ ثابت ہے؟

۲۸...... جب آپ حیات کے قائل ہیں کہ ایسی آیات اور متواتر احادیث لکھیں جن میں موت کے بعد اور قیامت سے پہلے حیات کی صراحت ہو۔

۲۹...... میت کا لفظ روح پر بولا جاتا ہے یا جسم پر؟

۳۰...... کیا سیدہ عائشہ علم میت کی قائل ہیں؟

۳۱...... سلام میت بعینہ خطاب کی قائل ہیں؟

۳۲...... خطاب میت کی قائل ہیں؟ آپ نے کس سنہ میں اپنے بھائی کو قبر میں خطاب کیا۔

۳۳...... کیا آپ معرفت میت کی قائل ہیں؟ حیا من عمر رضی اللہ عنہ کا کیا مطلب ہے؟

۳۴...... کیا آپ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عذاب میت کی قائل ہیں؟

۳۵...... موت کے بعد روح کو کھلی حیات سے روکا جاتا ہے یا چھپی حیات سے؟

۳۶...... نیند کے بعد روح کو کھلی حیات سے بھیجا جاتا ہے یا چھپی حیات سے؟

۳۷...... حضور ﷺ کی قبر کہاں ہے؟

۳۸...... اس قبر مبارک میں جو جسد مطہر ہے وہ جسد عنصری ہے یا جسد مثالی۔

۳۹...... بیداری میں روح پر کتنی ذمہ داریاں ہیں، نیند میں کتنی اور برزخ میں کتنی؟

۴۰...... حیات دنیوی کھلی سے حیات دنیوی برزخی کن کن آثار واحکام میں اعلیٰ ہے؟

(نوٹ: مذکورہ سوالات کے جواب کا قیامت تک انتظار رہے گا مماتیوں کو وقت تا قیامت حاصل ہے کہ مذکورہ سوالات کے جواب دیں لکھ کر مع دلیل وحوالہ جات)

حیات انبیاء پر قرآن پاک سے دلیل

''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون'' قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اس آیت سے انبیاء کی حیات کو ثابت کیا ہے۔ (مظہری ج ۱ ص ۲۶۲)

اسی طرح حکیم الامت اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حیات کو ثابت کیا۔ (معارف القرآن ج ۱ ص ۳۴۳)

''ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون'' علامہ سخاوی جو دو سو کتب کے مصنف ہیں اس آیت سے انبیاء کی حیات کو ثابت کیا۔ (القول البدیع فی الصلوٰۃ علی حبیب الشفیع ص ۱۶۸)

علامہ جلال الدین سیوطی نے بھی انبیاء کی حیات کو ثابت کیا۔

علامہ تاج الدین نے بھی حیات کو ثابت کیا۔ امام نووی نے بھی حیات کو ثابت کیا۔

علامہ زرقانی نے بھی حیات کو ثابت کیا۔ علامہ سفارینی نے بھی حیات کو ثابت کیا۔

قاضی شوکانی نے بھی حیات کو ثابت کیا۔ حافظ ابن حجر نے بھی حیات کو ثابت کیا۔

''واسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا اجعلنا من دون الرحمن الھۃ یعبدون''

(۱) تفسیر قرطبی (۲) تفسیر ابن کثیر (۳) فتح الباری (۴) تفسیر فتح القدیر

(۵) تفسیر معالم التنزیل (۶) تفسیر مظہری (۷) امام بیہقی

۸...... صاحب جلالین نے تو یہ کہا ہے کہ یہ آیت اپنے ظاہر پر دال ہے۔

ان سب تفسیروں نے حیات انبیاء کو مذکورہ آیت سے ثابت کیا۔ ''ولقد اتینا موسی الکتاب فلاتکن فی مریۃ من لقائہ وجعلناھدی لبنی اسرائیل ''

(۱) امام رازی (۲) علامہ علاؤالدین بغدادی (۳) علامہ آلوسی البغدادی
(۴) ابن کثیر (۵) امام ابومحمد البغوی (۶) علامہ تقی السبکی رحمۃ اللہ علیہ

مذکورہ تمام ائمہ کرام نے آیت مبارکہ سے حیات کو ثابت کیا ہے۔ ''یاایھاالذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم '' (الایۃ) اکابرین اہل سنت اور جمہور مفسرینؒ کا اجماع ہے کہ وفات کے بعد درود پیش کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔ جس طرح آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں تھا، چنانچہ روضہ پاک کے قریب کامل ادب واحترام ملحوظ رکھنا چاہئے۔ مسجد نبوی کی حدود میں شرعی ضروریات کے علاوہ آواز ہمیشہ پست رہے۔

نوٹ: تمام لوگوں کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف ان قرآنی آیت کو لکھا جس سے حیات انبیاء ثابت ہے اور ان محدثین ومحققین کے نام لکھے جنہوں نے ان آیات سے حیات انبیاء کو ثابت کیا۔

صحیح احادیث مبارکہ سے حیات انبیاء کو ثابت کیا جاتا ہے

حدیث نمبر ۱: ''حدثنا ھارون بن عبداللہ نا حسین بن علی عن عبدالرحمن بن یزید بن جابر عن ابی الاشعث الصنعانی عن اوس بن اوس قال قال رسول اللہ ﷺ ان من افضل ایامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم وفیہ قبض وفیہ النفخۃ وفیہ الصعقۃ فاکثروا علیّ من الصلوۃ فیہ فان صلوتکم معروضۃ علیّ قال قالوا یا رسول اللہ وکیف تعرض صلواتنا علیک وقد ارمت قال یقولون بلیت فقال ان (اللہ عزوجل) حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء'' ترجمہ: حضرت اوس بن اوس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے دنوں میں سے افضل دن جمعہ کا دن ہے اس میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اسی دن وفات پائی اور اسی میں نفخہ ہوگا۔ اسی میں بے ہوشی ہوگی مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرو تمہارا درود شریف مجھ تک پہنچایا جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی ہمارے درود آپ ﷺ پر کیسے پہنچائے جائیں گے۔ حالانکہ فوت ہونے کے بعد آپ کا جسم مبارک بوسیدہ ہوجائے گا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ نبیوں کے جسموں کو کھائے۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۱۵۷)

نوٹ: مذکورہ حدیث مبارکہ مسئلہ حیات النبی ﷺ میں واضح ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں جیسا کہ مثلاً:

۱...... راوی ہارون بن عبداللہ ثقہ ہے اور صحاح ستہ کا راوی ہے۔ (تقریب التھذیب ج ۲ ص ۲۵۹)
۲...... حسین بن علی ثقہ ہے اور یہ بھی صحاح ستہ کا راوی ہے۔ (تقریب ج ۱ ص ۲۱۷)
۳...... عبدالرحمن بن یزید ثقہ ہے اور یہ بھی صحاح ستہ کا راوی ہے۔ (تقریب ج ۱ ص ۵۹۵)
۴...... ابی الاشعث الصنعانی، ثقہ ہے، دمشق کی فتح میں شریک تھا۔ ثقہ ہے بخاری ادب المفرد سنن اربعہ کا راوی ہے۔ (ج ۱ ص ۴۱۴)
۵...... شداد بن اوس صحابی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ (تقریب ج ۱ ص ۴۱۳)
۶...... اوس بن اوس صحابی رضی اللہ عنہ ہیں۔ (ج ۱ ص ۱۱۲)

حدیث نمبر ۲: ''حدثنا عمرو بن سواد المصری ثنا عبداللہ بن وھب عن عمرو بن الحارث عن سعید بن ابی ھلال عن زید بن ایمن عن عبادہ بن نسی عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ ﷺ اکثروا الصلوۃ علی یوم الجمعۃ فانہ مشھود تشھدہ الملائکۃ وان احدا لن یصلی علی الا عرضت علی صلوٰۃ حتی یفرغ منھا قال قلت وبعد الموت (قال) ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حیّ یرزق''

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو اور جو شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس سے فارغ ہوجائے۔ کہا میں نے، موت کے بعد؟ فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے حرام کردیا ہے، زمین پر کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھائے اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اس کو رزق دیا جاتا ہے۔

۱...... ''یسمعون السلام والکلام ویعرض علیہ اعمال اقاربھم نعم الانبیاء یکون حیاتھم علی وجہ الاکمل'' (کہ وہ سلام اور کلام سنتے ہیں اور ان پر اقارب کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات اکمل طور پر ہوتی ہے۔ (حاشیہ نمبر ۱۸، ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۱۸، از عبدالغنی مجددی دہلوی رحمہ اللہ)

نوٹ: اس حدیث مبارکہ کا آدھا حصہ فریق مخالف کو بھی قبول ہے جیسا کہ مولانا عطاء اللہ بندیالوی صاحب نے حیاۃ النبی ﷺ کے پیش لفظ میں خود لکھا ہے، ہمارا نظریہ، یہ ہے کہ امام الانبیاء ﷺ کا وجود اقدس اپنی قبر منور میں آج بھی اسی طرح صحیح وسالم ہے جس طرح پہلے دن رکھا گیا تھا۔ (ج نمبر ۲) اب یہ کیسے ہوسکتا ہے آدھی حدیث صحیح ہو اور آدھی غلط۔

نوٹ: اس حدیث کے تمام راوی ثقہ اور صدوق (سچے) ہیں۔

۱...... عمرو بن سواد ثقہ ہے، مسلم، ابوداؤد وغیرہ کا راوی ہے۔ (تقریب ج ۱ ص ۷۳۷)

۲...... عبداللہ بن وہب مصری، فقیہ، ثقہ اور عابد ہیں۔ یہ صحاح ستہ کے راوی ہیں۔ (تقریب ج ۱ ص ۵۴۵)

۳...... عمرو بن الحارث مصری، ثقہ، فقیہ اور حافظ ہیں۔ یہ بھی صحاح ستہ کے راوی ہیں۔
(تقریب ج ۱ ص ۷۳۱، میزان الاعتدال ج ۳ ص ۲۵۲)

۴...... سعید بن ابی ہلال مصری صدوق (سچے) ہیں۔ (تقریب ج ۱ ص ۳۶۶)
معروف ہے، ان کی احادیث کتب صحاح ستہ میں ہیں۔ (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۶۲)

۵...... زید بن ایمن، مقبول ہیں۔ (تقریب ج ۱ ص ۳۲۶)

۶...... عبادہ بن نسی، ثقہ فاضل ہیں۔ (تقریب ج ۱ ص ۴۷۱)

۷...... ابودرداء رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ ہیں۔

حدیث نمبر ۳: ''حدثنا محمد بن عوف نا المقری نا حیوۃ عن ابی صخر حمید بن زیاد عن یزید بن قسیط عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال ما من احد یسلم علی الا ردّ اللہ علیّ روحی حتی ارد علیہ السلام'' ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ پر سلام پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ میری روح کو میری طرف متوجہ کرتے ہیں یہاں تک کہ میں سلام کا جواب دیتا ہوں۔

۱...... حاشیہ میں شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''ما من احد یسلم علی الا ارد علیہ السلام لانی حیّ اقدر علی رد السلام'' ترجمہ: یعنی اللہ کے رسول ﷺ کے فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ جو بندہ مجھ پر سلام پڑھتا

ہے تو میری روح متوجہ ہوتی ہے کیونکہ میں زندہ ہوں اور سلام کا جواب دینے پر قادر ہوں۔ (حاشیہ ابوداؤد ج ۱ ص ۲۸۶)

۲...... ردروح کا مطلب حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لکھا ہے: حضور اقدس ﷺ برزخ میں آپ ﷺ کی روح تجلیات ربانیہ ومعارف الٰہیہ کی طرف متوجہ رہتی ہے، جب کوئی امتی آپ ﷺ پر سلام پڑھتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ آپ ﷺ کی روح مبارک کو اس (معنی درود پڑھنے والا) کی طرف متوجہ کردیتے ہیں تاکہ آپ ﷺ سلام کا جواب دیں۔ (الدر المنضود علی سنن ابی داؤد از مولانا محمد عاقل صاحب تلمیذ مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ ج ۳ ص ۳۳۰)

نوٹ: یہ حدیث صحیح ہے۔ مثلاً:

۱...... محمد بن عوف ثقہ اور حافظ ہیں۔ (تقریب ج ۲ ص ۱۲۱)

۲...... راشد بن سعد المقری، ثقہ کثیر الارسال ہیں۔ (تقریب ج ۱ ص ۲۸۹)

۳...... حیوۃ بن شریح، ثقہ ہیں۔ (تقریب ج ۱ ص ۲۵۲)

۴...... ابی صخر حمید بن زیاد صدوق (سچے) راوی ہیں مسلم ابوداؤد وغیرہ کا راوی ہے۔ (تقریب ج ۱ ص ۲۴۴)

۵...... یزید بن قسیط ثقہ راوی ہیں اور صحاح ستہ کے راوی ہیں۔ (تقریب ص ۳۲۷)

۶...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ ہیں۔

اہم ترین بات

مذکورہ حدیث کے بارے میں جمعیت اشاعۃ التوحید کا چھپا ہوا پمفلٹ علماء مکہ ومدینہ کا تفصیلی فتویٰ کے (ص ۷) پر لکھا ہے۔ یہ حدیث اگرچہ صحیح اور حسن ہے۔

میرا سوال: جب مماتی حضرات اپنے ہاتھ سے لکھ رہے ہیں کہ یہ حدیث صحیح اور حسن ہے تو پھر اس حدیث پر عمل کیوں نہیں؟ اشاعت والے کہتے ہیں کہ انبیاء کی حیاۃ صحیح حدیث سے ثابت نہیں اور اسی طرح اگر کوئی قریب سے درود پڑھے تو آپ ﷺ نہیں سنتے جب کہ حدیث میں واضح ہے سنتے ہیں۔ اب یہ حدیث بھی ضعیف نہیں جیسا کہ آپ حضرات نے خود لکھا ہے تو آپ حضرات اس پر عمل کیوں نہیں کرتے؟

اس کا کیا جواب دیں گے آپ؟ اللہ پاک اشاعت والوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین!

صرف اسی ایک حدیث مبارکہ پر بھی آپ کی اصلاح ہوسکتی ہے اگر اشاعت والے بغض وعناد کے چشمے کو ہٹا کر دیکھیں تو اشاعت والوں کی ہدایت کے لئے یہ حدیث مبارک بہت ہے۔ کیونکہ ان کا عقیدہ ان کے ہاتھ سے لکھی ہوئی حدیث سے غلط اور بے بنیاد ہوجاتا ہے اور رد ہوجاتا ہے۔ (سبحان اللہ) لہٰذا اپنے عقیدہ کی اصلاح فرمائیں۔

حدیث نمبر ۴: ''حدثنا احمد بن صاح قرأت علی عبداللہ بن نافع قال اخبرنی ابن ابی ذئب عن سعید القبری عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تجعلوا بیوتکم قبوراً ولا تجعلوا قبری عیدا وصلوا علی فان صلاتکم تبلغنی حیث کنتم'' (السنن لابی داؤد ج ۱ ص ۲۸۶)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ (یعنی گھروں میں نماز سنت ونفل وغیرہ پڑھا کرو) اور میری قبر کو میلہ نہ بناؤ اور مجھ پر درود بھیجو تمہارے درود مجھ تک پہنچائے جاتے ہیں تم جہاں کہیں بھی ہو۔ (نوٹ) یہ حدیث صحیح ہے۔

۱...... احمد بن صالح بغدادی، ثقہ ہے۔ (تقریب ج۱ ص ۳۷)

۲...... عبداللہ بن نافع، ثقہ ہے۔ (تقریب ج۱ ص ۵۴۰)

۳...... ابن ذئب، ثقہ، فقیہ فاضل ہیں اور صحاح ستہ کا راوی ہے۔ (تقریب ج۱ ص ۱۰۵)

حدیث نمبر ۵: امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً چار سندوں کے ساتھ یہ حدیث مبارکہ ذکر کی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس رات مجھے معراج کرایا گیا ہے۔ اس رات میں سرخ ٹیلے کے پاس گزرا تھا حضرت موسیٰ قبر شریف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۶۸)

حدیث نمبر ۶: ''قال ابو الشیخ فی کتاب الصلوٰة حدثنا عبدالرحمن بن احمد الاعرج حدثنا الحسن بن الصباح حدثنا ابو معاویة حدثنا الاعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی علیَ عند قبری سمعته ومن صلی علیَ من بعیداً علمته وفی روایة من صلی علیَ نائیاً ابلغته۔ رواہ ابو الشیخ الاصبہانی وابن حبان بسند جید'' (مرقات ج ۲ ص ۳۴۷)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو پڑھے درود میری قبر کے پاس اسے خود سنوں گا اور جس نے دور سے پڑھا وہ مجھے پہنچا دیا جائے گا۔

نوٹ: اس حدیث کو محدثین نے صحیح قرار دیا ہے۔

حدیث نمبر ۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا: ''والذی نفسی بیدہ لینزلن عیسی ابن مریم ثم لئن قام علی قبری فقال یا محمد لاجیبہ'' ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے پھر وہ اگر میری قبر پر آئیں اور مجھے مخاطب کریں تو میں جواب دوں گا۔ (مسند ابی یعلی ج ۶ ص ۱۰۱)

جامع صغیر میں یہ الفاظ ہیں: ''حتی یسلم علیَ ولاردنَ علیه'' (الجامع الصغیر ج ۲ ص ۱۴۰)

اور انہوں نے صحیح کہا ہے۔ ابویعلی کے رجال کے متعلق محدث ہیثمی فرماتے ہیں: ''رواہ ابو یعلی ورجاله رجال الصحیح'' روایت کیا ہے اس کو ابویعلی نے اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔ (مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۱۱، مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۰) پر بھی یہ روایت موجود ہے۔ امام حاکم نے اس کو مستدرک میں ذکر کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے۔ (مستدرک ج ۲ ص ۵۹۵)

ذہبی نے تلخیص مستدرک میں اسے صحیح کہا ہے۔

اب ظاہر بات ہے کہ حضرت عیسیٰ اس دنیا والی قبر پر ہی سلام پیش کریں گے اور نبی اقدس ﷺ جواب عنایت فرمائیں گے۔ یہ حیات کی واضح دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ مماتیوں کو ہدایت نصیب فرمائے اور سیدھے راستے کی طرف رہنمائی فرمائے۔ (آمین)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی انبیاء الاذکیاء میں اس حدیث کو بطور دلیل کے پیش کیا ہے۔ نیز علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے (الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۴۸۱) پر بھی اسے نقل کیا ہے۔

رئیس المناظرین حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر اوکاڑوی فرمایا کرتے تھے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے آنے سے یہودی اور عیسائی اور مرزائی جھوٹے ہو جائیں گے اور جب آپ روضہ اطہر پر سلام عرض کریں گے اور نبی اقدس ﷺ جواب عنایت فرمائیں گے تو مماتی بھی جھوٹے ہو جائیں گے، مماتیوں کو جھوٹا ظاہر کرنے کے لئے دو نبی کام کریں گے۔ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے اور نبی اقدس ﷺ جواب عنایت فرمائیں گے۔ اس طرح ان کا جھوٹ واضح ہو جائے گا۔

حدیث نمبر ۸: ''عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ (مسند ابی یعلی ص ۶۵۰)

نوٹ: اس حدیث مبارک کو پندرہ محدثین نے صحیح کہا ہے۔

(۱) امام بیہقی (۲) علامہ سبکی (۳) علامہ ابن حجر عسقلانی (۴) علامہ ہیثمی (۵) علامہ عزیزی (۶) علامہ سیوطی (۷) ملا علی قاری (۸) شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۹) علامہ عبدالرؤف مناوی (۱۰) علامہ سمہودی (۱۱) قاضی شوکانی (۱۲) علامہ انور شاہ کشمیری (۱۳) علامہ شبیر احمد عثمانی (۱۴) شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی (۱۵) امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ۔

حضور ﷺ جنت کے ٹکڑے میں آرام فرمارہے ہیں

حضور ﷺ نے فرمایا کہ: ''مابین بیتی ومنبری روضۃ من ریاضۃ الجنۃ'' میرے گھر یعنی حجرے اور میرے ممبر کے درمیان والی جگہ جنت کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہے۔ تمام محدثین اس حدیث کو صحیح سمجھتے ہیں۔

علامہ قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ محدث کی تشریح

علامہ علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ محدث نے مشکوٰۃ کی شرح لکھی، جس کا نام مرقاۃ ہے، اس میں اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ جس طرح حجر اسود جس کو دنیا چومتی ہے وہ اس دنیا کا پتھر نہیں بلکہ جنت کا پتھر ہے، یہاں لایا گیا ہے اب وہ دنیا میں ہے خانہ کعبہ کی دیوار میں ہے۔ صرف اس پتھر کو چومنا جائز ہے اور کسی پتھر کو چومنا جائز نہیں۔ قانون ہے قیامت کے دن یہ حجر اسود پتھر جنت میں شامل کر دیا جائے گا، اسی طرح وہ فرماتے ہیں کہ جو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ میرا ممبر یہ میرا گھر، یہ سارا ٹکڑا جنت کا ہے۔

تو یہ سارا ٹکڑا جنت سے لایا گیا ہے قیامت کے دن یہ سارا ٹکڑا حضور ﷺ کے روضے سے ممبر تک یہ سارا جنت میں شامل کر دیا جائے گا۔

مماتیوں سے سوال ہے کہ جنت میں مردہ رہتے ہیں؟

شاید مماتیوں کے نزدیک جنت میں مردے رہتے ہیں اور الحمدللہ اہل حق کے نزدیک جنت میں زندہ رہتے ہیں۔ اب یہ جو مماتی کہتے ہیں کہ مردہ ہیں، مردہ ہیں۔ (نعوذ باللہ) اور اس کی رٹ لگاتے ہیں۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا کہ بالفرض ایک من علم ہو تو اس کے لئے دس من عقل ہو تو اس علم کو چلا سکتا ہے کتابیں پڑھنے کا نام علم نہیں، کتابیں پڑھ لے، حدیث کا ترجمہ پڑھ لے، قرآن کا ترجمہ پڑھ لے۔ جیسے کہ مماتی حضرات نے پڑھ لیا ہے، عقل نہ ہو تو کس چیز سے فہم لے گا؟

حضرت اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سماع موتیٰ

حضرت اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مستری کو کیوں روک دیا کہ نبی ﷺ کے روضہ مبارک کی دیوار پر کیل

نہیں نہیں لگاتا، نبی ﷺ کے روضہ کے قریب دیوار پر کپڑے لٹکانے کے لئے ایک لکڑی لگانا چاہی تو مستری نے آکر دیوار پر کیل لگانا شروع کیا تو اماں عائشہ ؓ نے فرمایا: اے مستری اس دیوار پر کیل نہیں لگانا تاکہ میرے نبی ﷺ کو تکلیف نہ ہو اور مماتی کہتے ہیں کہ روح کا جسم سے تعلق ہی نہیں، تکلیف کہاں ہوئی تھی؟ ۱۴۰۰ سو سال ہو گئے ساری دنیا وہاں سلام پڑھ رہی ہے مماتیوں کا جو کتابچہ لکھا ہوا ہے، دین حق کے نام سے، اس کے اندر بھی لکھا ہوا ہے۔ اگر وہاں سے آدمی آتے وقت یا جاتے وقت سلام پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔

اگر روح کا جسم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تو مماتی مجھے بتائیں کہ آنے والے کا سن لیتے ہیں اور وہاں رہنے والے کا نہیں سنتے؟ اور کہتے ہیں کہ نبی کی موت اور غیر نبی کی موت میں کوئی فرق نہیں؟ (استغفر اللہ) مماتی تو موت کی بات کرتے ہیں۔ ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ ان ذروں میں بھی فرق ہے جو ذرے میرے نبی ﷺ کے قدموں کے نیچے آئے۔

آنحضرت ﷺ شہید تھے

حافظ ابن حجر وغیرہ نے تو قیاس کے ذریعے سے یہ ثابت کیا ہے کہ حضرات انبیاء کرام ﷩ قبر و برزخ میں زندہ ہیں لیکن قطع نظر اس قیاس کے آنحضرت ﷺ شہید بھی ہیں۔ لہذا جو حیات شہداء کی منصوص ہے وہ نص قرآنی سے بھی آپ ﷺ کے لئے ثابت ہے اور محقق ہے، قصہ یوں ہے کہ:

۷ ھ میں جب آنحضرت ﷺ نے حضرات صحابہ کرام ؓ کی معیت میں خیبر فتح کیا تو یہود خیبر اس پر بہت ہی زیادہ برافروختہ ہوئے اور آنحضرت ﷺ کو شہید کرنے کا منصوبہ تیار کیا۔ چنانچہ مشہور یہودی سلام بن مشکم کی بیوی زینب بنت الحارث نے اس منصوبہ کو عملی جامعہ پہنایا اور آنحضرت ﷺ کی بمع چند دیگر صحابہ کرام ؓ کے دعوت تیار کی اور بکری کے گوشت میں زہر ہلاہل ڈال کر آپ ﷺ کو شہید کرنا چاہا، چنانچہ آپ ﷺ کے ساتھیوں نے بھی وہ کھانا کھایا ایک ایک دو دو لقمے اور آپ ﷺ نے بھی ایک لقمہ منہ مبارک میں ڈالا اور اس کا لعاب حلق مبارک سے نیچے پیٹ مبارک میں چلا گیا، گوشت کی بوٹی نے بول کر کہا حضرت مت کھایئے کیونکہ میں زہر آلود ہوں۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام ؓ کو فوراً منع فرمایا مگر ایک صحابی حضرت بشر ؓ بن براء بن معرور اس سے شہید ہو گئے اور آپ ﷺ کو اس زہر سے کافی تکلیف ہوئی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے وفات سے چند لمحات پہلے حضرت عائشہ ؓ سے فرمایا یا عائشہ ؓ ”ما ازال اجد الم الطعام الذی اکلت بخیبر فھذا اوان وجدت القطاع ابھری من ذالک السم“ (بخاری ج ۲ ص ۶۳۷ و مستدرک ج ۳ ص ۵۸)

ترجمہ: اے عائشہ ؓ میں برابر اس کھانے کی زہر کا اثر پا رہا ہوں جو خیبر میں میں نے کھایا تھا سو اس وقت میں ایسا محسوس کر رہا ہوں کہ میری رگ جان کٹ رہی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ میں نو دفعہ قسم اٹھاؤں کہ آپ ﷺ شہید ہوئے مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں ایک دفعہ یہ قسم اٹھاؤں کہ آپ ﷺ قتل نہیں کئے گئے اور یہ اس لئے کہ اللہ نے آپ ﷺ کو نبی بھی بنایا اور شہید بھی۔ (مستدرک ج ۳ ص ۵۸ و مسند احمد ج ۱ ص ۳۸۱)

اس صحیح روایت سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے شہادت کا بلند مقام بھی مرحمت فرمایا اور قرآن کریم میں شہداء کی جو زندگی اور حیات منصوص ہے وہ آپ ﷺ کے لئے بھی ہے نص قرآن اور صحیح حدیث کو ملانے

کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مذکور حدیث کے علاوہ یہ ایک الگ اور جدا دلیل ہے کہ آپ ﷺ قبر میں زندہ ہیں، اس روایت کی رو سے آپ ﷺ کی شہادت بھی منصوص ہے اور نص قرآنی سے شہداء کی حیات بھی منصوص ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر کے حوالے سے عرض کیا ہے۔

ایک بات یاد رکھیں۔ جب بھی ہماری طرف سے بطور دلیل حدیث پیش کی جاتی ہے جو سنداً صحیح اور حسن ہوتی ہے اور اس کے تمام رواۃ ثقہ ہوتے ہیں تو بھی مماتی حضرات کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے یہ صرف عوام کو دھوکہ دینے کے لئے کہتے ہیں، میں نے مماتیوں کے اس اعتراض کو بھی توڑا جب بھی میں نے احادیث پیش کی تو ساتھ ہی محدثین اور محققین کے نام بھی لکھے جنہوں نے اس کو صحیح کہا۔ میں نے سوچا کہ مماتیوں کے لئے کوئی چور دروازہ نہ چھوڑا جائے۔

میرا سوال: ہم نے جتنی بھی حدیثوں کو پیش کیا وہ سند کے اعتبار سے صحیح، حسن، جید ہیں، اب مماتی حضرات ایک صحیح حدیث یا حسن حدیث یا جید حدیث پیش کر دیں۔

قیامت تک پیش نہیں کر سکتے۔ چلو مماتی حضرات ایک ضعیف حدیث ہی پیش کر دیں کہ جس میں ہو انبیاء اپنی اپنی قبروں میں مردہ ہیں اور آپ ﷺ پر درود پڑھا جائے آپ نہیں سنتے اور سلام کا جواب نہیں دیتے انہی الفاظ کے ساتھ بیان کر دیں۔ قیامت تک ایک ضعیف حدیث بھی پیش نہیں کر سکتے۔ لہٰذا اب مماتی حضرات مان لیں آپ کا عقیدہ غلط ہے اور اہل حق کا عقیدہ اپنالیں۔ ضد اور بغض اور عناد کے چشمے کو اتار دیں اور اللہ مماتیوں کو ہدایت نصیب فرمائیں۔

ایک اہم بات یاد رکھیں۔ ضعیف حدیث بھی نبی کی حدیث ہوتی ہے جب تک وہ حدیث موضوع نہ ہو، اور موضوع حدیث اس کو کہتے ہیں جو من گھڑت ہو اور ضعیف حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ یہ حدیث نبی ﷺ کی نہیں ہوتی، نبی ﷺ کی حدیث ہوتی ہے لیکن اس میں ایک، دو راویوں کے نام کا پتہ نہیں ہوتا یا راویوں میں ضعف ہوتا ہے۔ نبی ﷺ کی حدیث کے الفاظ میں ضعف نہیں ہوتا۔ اب عام آدمی بیچاروں کو پتا ہی نہیں وہ سمجھتے ہیں کہ جو ضعیف حدیث ہو وہ حدیث ہی نہیں۔

اب میں کہتا ہوں چلو تم دو راوی نہیں جس میں دس راوی ضعیف ہوں ایسا کوئی نبی ﷺ کا قول ہی پیش کر دو؟ ایک لاکھ چوالیس ہزار (۱۴۴۰۰۰) صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہی قول پیش کر دو؟ کہ نبی ﷺ قبر میں زندہ نہیں۔ کسی کا پیش کرو کہ نبی ﷺ قبر میں نہیں سنتے۔ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سلام پڑھتے تھے، کیا نبی ﷺ نہیں سنتے تھے؟ مماتیوں کی اپنی کتاب میں لکھا جو دین حق کے نام سے ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سلام پڑھتے تھے۔

مماتیوں کی کتاب میں لکھا ہو تو سنتے ہیں اور اگر ہم کہیں تو نہیں سکتے۔ کیوں؟

مماتیوں کے دھوکہ سے بچیں

مماتی حضرات دھوکہ دیتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کئی اختلاف ہوئے اگر نبی ﷺ قبر میں زندہ تھے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جا کر وہاں سے فیصلہ لے لیتے، یہ سوال کر کے پوچھ لیتے کہ حضرت کیا کریں اور عوام کو ایسی بات سے مغالطہ دیتے ہیں میں کہتا ہوں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیوں پوچھتے بھائی! جا کے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کا قرآن پر ایمان تھا یا نہیں تھا؟ انہوں نے قرآن میں پڑھا تھا "ولکن لا تشعرون" جس طرح ہماری باتیں کراماً کاتبین سنتے ہیں لیکن کراماً کاتبین کی باتیں ہم

نہیں سنتے۔اس لئے باوجود اس کے کہ کراما کاتبین زندہ ہیں، ہمیں دیکھتے ہیں، ہمیں سنتے ہیں پھر بھی آپ کی اتنی عمر ہوگئی، کبھی آپ کی کوئی چیز گم ہوئی ہو؟ تو آپ نے کہا ہو جی کراما کاتبین صاحب بتادو؟ وہ چیز کہاں ہے، کبھی پوچھا؟ کراما کاتبین سے کہ آپ بھی میرے ساتھ تھے میں نے وہ چیز کہاں رکھی ہے؟ کیوں نہیں پوچھتے آپ؟ اس لئے کہ آپ کا عقیدہ ہے کہ وہ مرے ہوئے ہیں اس لئے نہیں پوچھتے؟ آپ کا عقیدہ ہے کہ وہ بول نہیں سکتے اس لئے نہیں پوچھتے؟ آپ کا عقیدہ ہے کہ وہ میری بات سن نہیں سکتے، اس لئے نہیں پوچھتے؟ اس لئے نہیں پوچھتے کہ وہ ہماری سنتے ہیں ہم ان کو نہیں سن سکتے؟

کیونکہ ان کی حیات ہمارے شعور میں آنے والی نہیں، اب صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایمان تھا قرآن پر، انہیں پتا تھا کہ اب نبی ﷺ ایسی حیات کامل کے ساتھ ہیں کہ ان کی بات ہمیں سنائی نہیں دی گی۔اگر پھر سنائی دے تو اللہ کے نبی ﷺ کی وہ حیات بھی فانی ہوگی۔ کیونکہ فانی شعور میں اس کی بات آگئی۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی ﷺ سے اس لئے نہیں پوچھتے تھے کہ وہ جانتے تھے کہ قرآن پاک میں آگیا ہے ''ولکن لاتشعرون'' اس لئے نہیں پوچھتے؟ لیکن ہم کراما کاتبین کو یہ نہیں کہتے کہ وہ مردہ ہیں؟ نہ یہ کہتے ہیں کہ وہ سنتے نہیں، نہ یہ کہتے ہیں کہ وہ دیکھتے نہیں؟

صرف اس لئے نہیں پوچھتے کہ ان کی بات ہمیں سنائی نہیں دیتی پوچھنے کا فائدہ کچھ نہیں۔اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اسی لئے پوچھا نہیں کرتے تھے۔

حضرت مولانا علامہ محمد ضیاء الرحمن فاروقی رحمۃ اللہ علیہ شہید کی بات جو دل کی تختی پر لکھنے کی ہے

فرماتے ہیں کہ پیغمبر کی حیات کے قائل مر کے بھی حیاتی کہلواتے ہیں اور جو مماتی حیات کے قائل نہیں وہ دنیا میں بھی اپنے آپ کو مماتی کہلواتے ہیں لیکن زندہ کو مماتی کہا جاتا ہے۔مماتی کا معنی مردے کے ہیں۔ بھائی نبی اکرم ﷺ کے مردے ہونے کی بات بعد میں ہے تم تو زندہ ہی مردے کہلواتے ہو یہ بھی پیغمبر کا معجزہ ہے کہ جو نبی ﷺ کی حیات کے قائل ہو، اگر مرجائیں تو پھر بھی وہ حیاتی کہلواتے ہیں۔آپ سے کوئی پوچھے کہ سید نور الحسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ حیاتی تھے یا مماتی؟ آپ کہیں گے کہ حیات حالانکہ وہ فوت ہوگئے یعنی جو آدمی نبی ﷺ کی حیات کا قائل وہ فوت ہو کے بھی حیاتی کہلواتا ہے اور جو حیات کے قائل نہیں وہ زندہ رہ کر بھی مماتی کہلواتے ہیں۔ یہ بھی پیغمبر کا معجزہ ہے سبحان اللہ! اکابر علماء دیوبند کی شان ہی نیرالی ہے۔

حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب آب حیات میں انہوں نے لکھا ہے کہ اللہ کے پیغمبر کی روح کو جب جسم سے قبض کیا تو کہاں رکھی؟

یہ بات بڑی عجیب ہے رب نے اپنے نبی ﷺ کی روح کو جب جسم سے قبض کیا تو کہاں رکھی ہے چاہئے تو یہ تھا کہ جب نبی ﷺ کے جسم سے روح نکالی جائے تو اس روح کو اس جسم سے اچھی جگہ پہ رکھی جائے۔ کیونکہ اعلیٰ علیین کا معنی ہی اعلیٰ مقام ہے، میرے جسم سے روح نکلے تو اعلیٰ علیین مجھ سے بھی اعلیٰ ہے اس وجہ سے میری روح وہاں چلی جائے لیکن جب نبی ﷺ کے جسم سے روح کا قبض کیا گیا ہے تو نبی ﷺ کے جسم سے اعلیٰ تو کائنات میں کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ نہ عرش پر نہ فرش پر۔اس وجہ سے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی روح کو جب قبض کیا گیا تو

رب نے اس روح کو پوری کائنات میں دیکھا کہ کہاں رکھوں کوئی جگہ نہ ملی تو روح کو نبی ﷺ کے جسم میں رکھ دیا کیوں؟ نبی ﷺ کے جسم سے بہتر کوئی جگہ نہیں، روح تو اس جگہ سے اعلیٰ جگہ پر ہونی چاہئے۔ اب اعلیٰ جگہ تو نبی ﷺ کے جسم کے علاوہ کوئی نہیں۔ اس لئے رب نے اس روح مبارک کو دوبارہ محمد ﷺ کے جسم میں لوٹا دیا تاکہ دنیا کو پتہ چل جائے کہ اس جسم سے بہتر کائنات میں کوئی چیز نہیں یہ جسم ہی اس لائق ہے کہ اس جسم میں نبی ﷺ کی روح ہو۔ سبحان اللہ!

نبی ﷺ کے جسد اقدس کو چھونے والی، مٹی کعبہ اور عرش سے بھی اعلیٰ

اور آپ ﷺ کے بارے میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ کے روضے کے اندر جو مٹی موجود ہے جس مٹی کو نبی ﷺ کا جسم لگا ہے اس مٹی کا درجہ عرش وفرش سے اعلیٰ ہے۔ بیشک!

یہ حضرت قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے اب اس کی وجہ کیا ہے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ خانہ کعبہ کی عظمت اس واسطے کہ خانہ کعبہ کے اوپر اللہ کی تجلی ہے، خانہ کعبہ کے اوپر خدا خود نہیں بیٹھا کہ جس کی وجہ سے اس کی عظمت زیادہ ہوگئی۔ خانہ کعبہ کے اوپر رب کی تجلی ہے اس واسطے خانہ کعبہ کا مقام ساری کائنات کی مسجدوں سے زیادہ ہے کہ مسجدوں کے اوپر اللہ کی تھوڑی تھوڑی تجلی ہے اس واسطے ان کا مقام تھوڑا ہے۔

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کعبہ کی عظمت اس واسطے بلند ہے کہ اس پر اللہ کی سب سے زیادہ تجلی ہے اور اللہ کی تجلی کعبہ سے بھی زیادہ اس جگہ پر ہے جہاں محمد ﷺ کا مقام ہے جہاں محمد ﷺ کا وجود ہے، وہاں تجلی رب کی کعبہ سے بھی زیادہ ہے اور جب وہاں رب کی تجلی زیادہ تو اس مٹی کا درجہ بھی زیادہ کہ جس مٹی کے اندر جس روضے کے اندر محمد رسول اللہ ﷺ موجود ہیں۔ اور یہی عقیدہ اہل سنت والجماعت کا بھی ہے۔

مشرکین مکہ کو صم، بکم، عمی کہنے کا مطلب

مماتی اکثر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن میں آیا ہے کہ ''انک لاتسمع الموتی'' اے پیغمبر آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔ اب میں پوچھتا ہوں مجھے اس بات کا جواب دو کہ قرآن ابوجہل کو کیا کہتا ہے؟ عتبہ کو کیا کہتا ہے؟ شیبہ کو کیا کہتا ہے؟ قرآن کہتا ہے کہ صم، بکم، عمی، اندھے ہیں، بہرے ہیں، گونگے ہیں۔

آپ بتائیں بہرے تھے؟ ان کی آنکھیں نہیں تھی؟ ان کے کان نہیں تھے؟ وہ گونگے تھے؟ سنتے نہیں تھے؟ اندھے تھے؟ بولتے نہیں تھے؟ بولتے تھے، قرآن کہتا ہے کہ وہ گونگے تھے، اندھے تھے، بہرے تھے بتاؤ یہ قرآن کی بات ٹھیک ہوئی یا نہیں۔

حالانکہ وہ بولتے بھی تھے، سنتے بھی تھے اندھے بھی نہیں تھے، قرآن کہہ رہا ہے کہ نہیں بولتے قرآن کہہ رہا ہے نہیں دیکھتے قرآن کہہ رہا ہے نہیں سنتے۔ اب مماتی حضرات مجھے اس کا معنی بتادیں۔

''انک لاتسمع الموتی'' کا معنی میں بتادیتا ہوں ''صم بکم عمی فھم لایرجعون فھم لایعقلون''

قرآن کہتا ہے مکے کے مشرکین کو کہ اندھے تھے، بہرے تھے، گونگے تھے حالانکہ نہ وہ گونگے تھے، نہ وہ بہرے تھے، نہ وہ اندھے تھے بلکہ ان کی آنکھیں بھی تھیں کان بھی تھے، زبان بھی تھی، اس کا معنی یہ ہے کہ وہ گونگے کہ حق کی بات نہیں کرتے تھے، قرآن نے کہا گونگے ہیں، حالانکہ وہ اور باتیں کرتے تھے حق کی بات نہیں کرتے تھے۔

جس کی وجہ سے قرآن نے کہا کہ وہ بہرے ہیں وہ عام باتیں سنتے تھے لیکن قرآن کی بات نہیں سنتے تھے اس پر عمل نہیں کرتے تھے، قرآن نے کہا کہ یہ سنتے ہی نہیں، وہ نبی ﷺ کو ایمان کی حالت میں نہیں دیکھتے تھے۔ قرآن نے کہا کہ یہ اندھے ہیں حالانکہ وہ دیکھتے تھے۔

''انک لاتسمع الموتی'' کی تشریح

یہی مطلب ہے: ''انک لاتسمع الموتی'' کا اے پیغمبر آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے یعنی مردوں کو آپ ﷺ فائدہ نہیں پہنچا سکتے یعنی وہ سماع آپ نہیں کر سکتے جو سماع نفع دے سکے اس سماع نافع کی نفی ہے۔ ایسا سماع کہ آپ نہیں کرا سکتے، جو مردوں کو نفع پہنچائے۔ ''وما انت بمسمع من فی القبور'' ترجمہ: آپ اپنی مرضی سے نہیں سنا سکتے ان قبر والوں کو۔

اس کے علاوہ مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر معارف القرآن میں مذکورہ آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ یہاں سماع کی نفی نہیں بلکہ اسماع کی نفی ہے۔

میرا مماتیوں سے سوال ہے

''ان تسمع الا من یؤمن بایتنا فھم مسلمون'' (النمل:٦) اس آیت کا یہ مطلب تو ہرگز نہیں کہ دنیا میں جو کافر آنحضرت ﷺ اور اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے اور مسلمان نہیں ہوئے وہ سنتے ہی نہ تھے۔ اگر ان سے قوت سماع ہی سلب کر لی گئی تھی تو وہ مکلف کس امر کے تھے؟ مماتیو! مجھے بتاؤ مطلب صاف ہے کہ وہ اس انداز سے نہیں سنتے تھے کہ وہ حق کو قبول کر لیں اور اس کو مان لیں اور سماع ان کے حق میں مفید اور نافع ہو۔

اور دوسرے مقام پر ارشاد خداوندی یوں ہے ''فاعرض اکثرھم فھم لایسمعون'' (حم السجدہ:۱)

اس آیت کا مطلب بھی بجز اس کے اور کیا ہے کہ کافر اس انداز سے نہیں سنتے جو ان کے حق میں نافع اور مفید ہو، یہ مراد تو قطعاً اور یقیناً نہیں کہ کافر دنیا میں سنتے ہی نہ تھے اور نہ اب سنتے ہیں اور چونکہ کافروں کے اسماع کو مردوں کے اسماع سے تشبیہ دی گئی ہے تو اصول کی روشنی میں اور اصول کی رو سے مشبہ اور مشبہ بہ میں مشابہت درکار ہے اور وہ یہی ہے کہ کافروں کے حق میں سماع مفید اور نافع ہے اور نہ مردوں کے حق میں، ہاں نفس سماع دونوں کے لئے ثابت اور متحقق ہے۔

حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ چونکہ بعض احادیث میں مردوں کا سننا قریب جگہ نہ کہ بعید جگہ سے وارد ہے اس لئے بعض علماء نے آیت (کے معنی) میں کہا ہے کہ مراد سماع منفی ہے سماع نافع ہے۔ (بیان القرآن ج ۸ ص ۸۴) اور بھی متعدد مفسرین کرام رحمہم اللہ نے اس آیت کریمہ کے معنی میں یہی فرمایا ہے کہ اس سے مردوں کے مطلق سماع کی نفی نہیں بلکہ سماع نافع اور مفید کی نفی ہے۔

<u>نوٹ</u>: ان شاء اللہ امید ہے جو مماتی حضرات متعنت اور معاند نہیں ان کی ہدایت کے لئے یہ کافی ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے فعل سے بھی حیات انبیاء کا اثبات

حضرت عمر اور کعب احبار رضی اللہ عنہما حضور ﷺ کی قبر مبارک پر زیارت کے لئے حاضر ہوئے ''ان عمر قال لکعب الاحبار بعد فتح بیت للمقدس ھل لک ان تسیر معی الی المدینۃ وتزور قبر النبی ﷺ فقال نعم یا

امیر المؤمنین "بیت المقدس کی فتح کے بعد حضرت عمر نے کعب رضی اللہ عنہ احبار کو فرمایا۔ کیا آپ میرے ساتھ مدینہ منورہ چل کر زیارت قبر رسول ﷺ کریں گے؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے امیر المؤمنین میں آپ کے ساتھ ہی چلوں گا۔ (فتوح الشام عن الوفاء ص ۹۹)

"ولما قدم عمر المدینۃ اوّل ما بدأبا المسجد و سلم علی رسول اللہ ﷺ" (خلاصۃ الوفاء ص ۹۹)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام سے جس وقت تشریف لائے تو سب سے پہلے مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہوئے اور حضور ﷺ پر سلام پڑھا۔

عبداللہ ابن عمر اور انس ابن مالک رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کی قبر مبارک پر حاضر ہوئے اور سلام پڑھا

"ان عبداللہ ابن عمر کان یقول السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ السلام علیک یا ابابکر السلام علیک یا ابی ثم ینصرف" حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی قبر مبارک پر السلام علیک یا رسول اللہ کہتے تھے۔ اسی طرح حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مزار پر بھی سلام کہتے تھے اور واپس چلے جاتے تھے۔
(رسائل مضمون موطا امام مالک ص ۵۸)

"عن انس ابن مالک وغیرہ من الصحابۃ نقل عنھم السلام علی النبی ﷺ" حضرت انس ابن مالک اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کی قبر مبارک پر سلام کہتے تھے۔
(الرسائل والمسائل للامام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ج ا ص ۲۳)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حضور ﷺ کی قبر پر سلام پڑھنے کے متعلق فرمایا

"وذکر القاضی عیاض عن الحسن ابن علی قال اذا دخلت فسلم علی النبی ﷺ فان رسول اللہ ﷺ قال لا تتخذوا بیتی عیدا۔ الحدیث" قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں، آپ نے حکم دیا کہ جب مسجد نبوی میں جاؤ تو نبی ﷺ پر سلام پڑھنا کیونکہ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ میرے گھر کو عید نہ بناؤ۔
(قاعدہ جلیلہ للامام ابن تیمیہ ص ۸۷)

حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی قبر مبارک پر حاضر ہو کر روئے اور سلام پڑھا

"خرج عمر الی ممنبر رسول اللہ ﷺ فاذا معاذ بن جبل قائم یبکی عند قبر رسول اللہ ﷺ قال ما یبکیک یا معاذ الحدیث" حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے منبر کی طرف نکلے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کے نزدیک رو رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے معاذ کیوں رو رہے ہو؟
(مسند بزار عن الوفاء ص ۱۰۰)

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کی مزار پر حاضری ہوئے سلام پڑھا اور روئے

"من عبداللہ بن جعفر ان علی ابن ابی طالب دخل المسجد فبکی حیث نظر الی بیت فاطمۃ فاطال البکاء ثم انصرف الی قبر النبی ﷺ فبکی و اطال البکاء عندہ ثم قال و علیکم السلام یا اخوتی و رحمۃ اللہ قد کنتما ھادیین مھدیین خرجتما من الدنیا خمیصین یعنی ابابکر و عمر خرجتما" حضرت عبداللہ بن

جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کو دیکھ کر بہت روئے پھر حضور ﷺ کی مزار اطہر پر اس سے بھی زیادہ روئے اور ساتھ ہی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں پر بھی سلام کہا اور فرمایا تم دونوں ہادی مہدی تھے۔ خدا تم پر رحمت فرمائے دنیا میں تم نے پیٹ بھر کر کبھی روٹی نہیں کھائی تھی۔ (دار قطنی عن الوفاء ص ۱۰۰)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے مزار اقدس پر سلام پڑھا

''قال الدراوردی رائیت جعفر ابن محمد ای الصادق بن الباقر جاء فسلم علی رسول اللہ ﷺ ثم انثنی فسلم علی ابی بکر وعمر فرأنی کانی تعجبت او قال فسرنی ای لا کذابه بذلک ماتزعمه الشیعة من بغضه للشیخین قال فقال لی واللہ ان ھذا الذی ادین اللہ به وانه مایسرنی ان اقول لمعاویة خزاہ اللہ او فعل اللہ به وان لی الدنیا'' دراوردی کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے حضور ﷺ پر سلام کہا پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر سلام کہا پھر میری طرف دیکھا میں تعجب کررہا تھا کہ امام صاحب اپنے فعل سے شیعہ فرقہ کی تکذیب فرمارہے ہیں (شیعہ کہتے ہیں امام جعفر صادق کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے بغض ہے) حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے ساری دنیا بھی مل جائے تو اس کے بدلے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بددعا نہیں دوں گا۔ (کتاب السنہ للبردی رحمۃ اللہ علیہ عن الخلاصہ ص ۱۰۰)

حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ سناتا ہے

نبی پاک ﷺ قبروں سے گزرتے تھے تو قبروں کی آوازیں سنتے تھے، عذاب ہورہا ہے، ایک حدیث پیش کرتا ہوں ''مر النبی ﷺ بقبرین فقال انھما لیعذبان ومایعذبان فی کبیر اما احدھما فکان لا یستتر البول فی روایة لمسلم لا یستنزہ من البول واما الآخر فیمشی بالنمیمة'' (بخاری ومسلم)

تو آپ ﷺ نے ان کی آوازیں سنیں یا نہ سنیں؟ (سنیں)

پھر حضور ﷺ نے فرمایا اگر مجھے یہ ڈر نہ ہو کہ تم اپنے مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے کہ وہ تمہیں قبر کی باتیں سنائیں۔ میں اگر اللہ تعالیٰ سے دعا کروں تو وہ تمہیں سنادے لیکن ڈر کیا ہے کہ تم آئندہ مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے قبر کی دہشت ہوگی۔

اب ذرا غور کریں کہ مردے کہاں ہیں؟ قبر کے اندر، ان کے اوپر مٹی کتنی ہے؟ کئی من مٹی ہے، حضور ﷺ کہاں تھے؟ دنیا میں اور جس کی آوازیں آرہی تھیں یعنی مردے وہ عالم برزخ میں۔ اب دیکھیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سنایا ہے یا نہیں؟ (سنایا ہے)

تو حضور ﷺ خود اندر ہوں اور منوں مٹی اوپر ہو تو کیا باہر کی بات نہیں سن سکتے؟ (سن سکتے ہیں)

سننا خدا کے اعجاز کے ساتھ

دنیا میں سننا اسباب کے ساتھ ہے، وہاں سننا ہے اللہ تعالیٰ کے اعجاز کے ساتھ، تو یہی نہیں قبرستان میں جب آتے جاتے حضور ﷺ آوازیں سنتے تھے جو دوسرے نہیں سنتے تو یہ اللہ تعالیٰ نے ایک مقام دیا تھا تو جب اللہ تعالیٰ نے یہ مقام دیا تھا تو اب اس پر اپنی عقل پر بوجھ ڈالنا کہ وہ کیسے سن سکتے ہوں گے؟ یہ بات عقل کے پجاری

سوچنا چھوڑ دیں، کیونکہ یہ ان کی عقل کے بس کا کام نہیں یہاں تو اللہ نے ابھی وفات نہیں دی دنیا میں سنا دیا۔

دنیا میں ایک دفعہ نہیں بلکہ ہزاروں دفعہ سنا دیا تا کہ حضور ﷺ جب قبر مبارک کے اندر ہوں تو کوئی یہ نہ کہے کیسے سنتے ہوں گے آپ ﷺ (جیسے کہ قرآن پاک، احادیث اور اجماع سے ثابت ہے آپ ﷺ کی حیات) صرف یہ کہ اگر شک پڑے دل میں تو کہو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہے۔ اللہ تعالیٰ خود سنا رہا ہے۔

خدا اور رسول ﷺ کی ساری باتیں مان لو

مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ جہاں جس میں ہم رہتے ہیں اس ملک میں رہتے ہوئے ہمیں اتنے سال ہو گئے لیکن ہم بھی اس کی حقیقت کو نہیں پا سکے جس میں ہم رہتے ہیں تو اگلا جہاں جس میں ہم داخل ہی نہیں ہوئے اس کو ہم پا سکیں گے یا قیاس کر سکیں گے یا اندازہ کر سکیں گے (نہیں) اس کے لئے یہ ہے کہ جتنی باتیں خدا اور رسول ﷺ کی ہیں اس کو بس مان لو۔ وہ جہاں ماننے کا ہے، سوچنے کا نہیں ہے۔

حضور ﷺ درود سنتے ہیں؟

ہاں سنتے ہیں آپ قدرت خداوندی کو ضابطہ بنائیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے کہ جو وہاں درود وسلام پڑھے وہ سنتے ہیں تو ضابطہ بھی رہا اور قدرت خداوندی بھی رہی۔

انبیاء سنتے ہیں؟ تو کیسے؟

انبیاء اگر ان کانوں سے سنتے ہیں تو ان میں اللہ تعالیٰ یہ استعداد رکھ دی کہ منوں مٹی یعنی قبر کے اندر وہ سنتے ہیں۔ اگر کسی کو شک ہو تو وہ قدرت خداوندی کو درمیان میں لے آئے تو سارے مسئلے حل ہو جائیں گے۔

مماتیوں کے دھوکہ سے بچیں

مماتی حضرات دھوکہ دیتے ہیں: حضرت عزیر علیہ السلام کے واقعہ سے کہ حضرت عزیر علیہ السلام سو سال تک مردہ رہے اور جب اس کے بعد زندہ ہوئے تو انہوں نے اس طویل زندگی کو "یوما او بعض یوم" سے تعبیر کیا۔ اگر سماع ثابت ہوتا تو ایسا نہ ہوتا بلکہ ان کو معلوم ہوتا کہ کتنا عرصہ گزر چکا ہے۔

جس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام کے واقعہ سے جو کچھ ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ قبر اور برزخ کی زندگی کا احساس عموماً نہیں ہو سکتا کہ کم گزری یا زیادہ؟ وہاں مومنوں کی راحت اور خوشی اور بدکاروں کی تکلیف وتعذیب اس اندازے سے ہوتی ہے کہ زمانہ کا صحیح ادراک ہی نہیں ہو سکتا اور آخر اس جہاں میں بھی آرام وخوشی کے موقع پر اکثر ایسا ہو جاتا ہے کہ وقت کا پتہ نہیں چلتا کہ تھوڑا گزرا ہے یا زیادہ؟ اور تکلیف کے وقت تھوڑا عرصہ بھی زیادہ معلوم ہوتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ غمی میں بھی وقت کا صحیح اندازہ نہیں ہوتا، صاحب تسکین القلوب نے بجا فرمایا ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ خوشی کے وقت مرور زمانہ کا احساس نہیں رہتا اور تکلیف دکھ اور غم فراق کے تحت یہ احساس بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ الخ (ص ۵۵) گویا غمی میں وقت اور زمانہ کی تعیین وتجدید میں افراط ہو جاتا ہے اور خوشی میں تفریط کچھ بھی صحیح اندازہ تو نہ رہا۔ وھو المطلوب چنانچہ علامہ اقبال مرحوم فرماتے ہیں:

مہینے وصل کے گھڑیوں کی صورت اڑتے جاتے ہیں   مگر گھڑیاں جدائی کی گزرتی ہیں مہینوں میں

الغرض حضرت عزیر علیہ السلام کے اس واقعہ کو عدم سماع سے کوئی تعلق نہیں آخر یہی مضمون حضرات سلف رحمہم اللہ وخلف کے سامنے بھی تو تھا مگر وہ سبھی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے سماع کے قائل تھے اور کسی نے بھی اس مضمون سے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے عند القبر عدم سماع پر استدلال نہیں کیا۔

علامہ ابن عبدالهادی رحمہ اللہ ایک مقام پر لکھتے ہیں: "ولا یجوز احداث تاویل فی اٰیة وسنة لیمکن علی عهد السلف ولاعرفوه ولا بینوه للامة فان هذا یتضمن انهم جهلوا الحق فی هذا وضلوا عنه واهتدی الیه هذاالمعترض المستاخر فکیف اذا کان التاویل یخالف تأویلهم ویناقضه وبطلان هذا التاویل اظهر من ان یطنب فی رده" ترجمہ: جائز نہیں کہ کسی آیت یا حدیث کا کوئی ایسا معنی اور تاویل کی جائے جو حضرات سلف رحمہم اللہ کے زمانہ میں نہ کی گئی ہو اور نہ انہوں نے وہ تاویل سمجھی ہو اور نہ امت کے سامنے بیان کی ہو کیونکہ یہ اس بات کو متضمن کہ سلف رحمہم اللہ اس میں حق سے جاہل رہے اور اس سے بھٹک گئے اور یہ پیچھے آنے والا معترض اس کی تہہ کو پہنچ گیا اور خصوصاً جب کہ متاخر کی تاویل سلف کے خلاف اس کے برعکس ہو پھر کیونکر وہ قبول کی جاسکتی ہے؟ اور اس تاویل کا بطلان ایسا ظاہر ہے کہ اس کے رد کے لئے کسی بسط کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ (الصارم المنکی ص ۲۴۷ طبع مصر)

لہٰذا اس واقعہ سے استدلال کرنا باطل اور مردود ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں: "سعادت آثار آنچہ بر ما وشما لازم است تصحیح عقائد بمقتضائے کتاب وسنت بر نہجیکہ علماء اہل حق شکر اللہ سعیہم از کتاب وسنت آں عقائد را فہمیدہ اند واز آنجا اخذ کردہ چہ فہمیدن ما وشما از چیز اعتبار ساقط است اگر موافق افہام ایں بزرگواراں نباشد زیرا کہ ہر مبتدع وضال احکام باطلہ خود را از کتاب وسنت می فہمد واز اں جا اخذ می نماید والحال انہ لایغنی من الحق شیئا" ترجمہ: اے نیک بخت جو چیز ہم پر اور تم پر لازم ہے وہ کتاب وسنت کے مطابق عقائد کی اصلاح کرنا ہے مگر اس طریقہ پر کہ علماء اہل حق نے کتاب وسنت سے ان کو سمجھا ہے اور ان سے اخذ کیا ہے کیونکہ ہمارا اور تمہارا سمجھنا اگر ان بزرگوں کے فہم کے مطابق نہ ہو اعتبار کے مقام سے ساقط ہے۔ کیونکہ ہر بدعتی اور گمراہ اپنے باطل احکام کو کتاب وسنت ہی سمجھتا ہے اور وہاں ہی سے اخذ کرتا ہے۔ حالانکہ اس کا یہ سمجھنا حق کی کسی چیز سے مستغنی نہیں کرتا۔ (مکتوب ۱۵۷ طبع امرتسر)

معلوم ہوا کہ جس آیت کریمہ یا حدیث شریف کا مطلب اور معنی حضرات سلف صالحین رحمہم اللہ نے نہ سمجھا اور نہ کیا ہو وہ معنی یقیناً مردود ہے خواہ اس کے کہنے والی شخصیت متاخرین میں کتنی ہی بڑی ہو اللہ تعالیٰ ہم سب کو جمہور کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مماتیوں کے دھوکہ سے بچیں

مماتی حضرات دھوکہ دیتے ہیں کہ آپ ﷺ زندگی میں حجرہ اور مسجد کے باہر لوگ باتیں کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نہ سن سکتے تھے تو قبر میں اتنی مٹی کے نیچے کیسے سن سکتے ہیں؟ اور اسی طرح عام مردوں کے بارے میں بھی کہتے ہیں مماتی جواب اس کا یہ ہے کہ جملہ علماء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ نص کے مقابے میں قیاس قابل قبول نہیں

بلکہ مردود ہے جب آنحضرت ﷺ کی صحیح اور صریح حدیثیں (جن کا ذکر ماقبل میں گزر چکا ہے) اس بات کو واضح ثابت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ کا عندالقبر سماع ثابت ہے اور آپ ﷺ سلام کہنے والوں کا جواب بھی دیتے ہیں تو اس کے مقابلے میں یہ نرے عقلی ڈھکوسلے کیا وقعت رکھتے ہیں کہ جب آپ دروازے کے باہر لوگوں کی آوازیں دنیا میں نہیں سنتے ہیں تو پھر وفات کے بعد مٹی کے ڈھیر کیسے سن سکتے ہیں اور پھر وہ عالم بھی الگ ہے وغیرہ وغیرہ۔

یہ سب قیاس فاسد و مردود ہیں حضرات سلف رحمۃ اللہ علیہ اور اکابرین سے کٹ جانے کے بعد یہی نتیجہ نکلتا ہے جو مماتی حضرات کا ہے یہ سب محض ان کے اپنے ذہن کی ایجاد اور اختراع ہے اس کو بھلا کون سنتا اور ور مانتا ہے؟

اس باطل قیاس کے تمام مقدمات حضرات سلف رحمۃ اللہ علیہ اور اکابر کے سامنے بھی تھے۔ مگر کسی نے بھی عندالقبر سماع کا انکار نہیں کیا بلکہ سو فیصد حضرات نے اس کی تائید کی ہے اور یہی پہلو حق ہے اور یہی نظریہ درست ہے اور یہی مسلک صحیح ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی پر قائم و دائم رکھے۔ آمین ثم آمین!

حیات انبیاء پر اجماع

۱...... مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ (سیرت مصطفی ﷺ ج ۳ ص ۲۴۹) میں اجماع بیان کرتے ہیں۔

۲...... علامہ سخاوی اجماع بیان کرتے ہیں۔ (القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع ص ۱۷۲)

۳...... مولانا خلیل احمد سہارن پوری ((براہین قاطعہ ص ۱۹۹) پر اجماع بیان فرماتے ہیں)

۴...... حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں انبیاء کی حیات میں کسی کا اختلاف نہیں۔ (فتاویٰ رشدیہ)

۵...... حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شاندار تحریر فرمائی اس میں حیات نبوی کا اثبات کیا ہے۔ (رجوم المدنبین ص ۴۸)

۶...... فقیہ الامت مفتی مہدی حسن مفتی دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں اہلسنت والجماعت متفق ہیں کہ انبیاء اپنی قبور میں حیات ہیں۔

۷...... اسی طرح شمس الاولیاء حضرت احمد علی لاہوری بھی لکھتے ہیں۔ (مقام حیات ص ۶۹۷)

۸...... اسی طرح شیخ الحدیث والفقہ علامہ عبدالغنی بھی لکھتے ہیں۔ (مقام حیات ص ۶۹۹)

۹...... دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ حیات انبیاء پر۔

۱۰...... فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے "نائم فی لحد عالم به یسمع کلامه" اتنی واضح عبارت حیات انبیاء پر (سبحان اللہ) ایسی طرح الحاوی للفتاویٰ میں بھی موجود ہے کچھ فرق کے ساتھ۔ (الحاوی للفتاویٰ ص ۵۵۴)

۱۱...... تمام اکابر علماء دیوبند کا متفقہ فیصلہ اور اجماع حیات انبیاء پر۔ (سبحان اللہ)

۱۲...... المہند علی المفند رسالہ جو اکابر دیوبند کے عقائد کا ترجمان ہے اس کا سوال نمبر ۵ ہے جس کے تحت اکابر علماء دیوبند کے دستخط ہیں کہ انبیاء اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت محمد ﷺ کی حیات دنیوی سے اور اس معنی برزخی بھی ہے کہ عام برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے۔ نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کا نام آب حیات ہے۔

مماتیوں کے دھوکہ سے بچیں

اب مماتی یہاں پر ایک دھوکہ دیتے ہیں کہ مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ صدر مفتی دار العلوم دیوبند سماع کے قائل نہ تھے جو سراسر جھوٹ اور دھوکہ اور فریب سے کام لیتے ہوئے کہتے ہیں اور مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ آخر میں مذکور بھی ہے۔

اب مماتیوں کے جھوٹ سے پردہ اٹھانے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ المہند علی المفند پر علمائے دیوبند کے تیئس ۲۳ اکابر کے دستخط ہیں اور ان میں سے مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بھی دستخط موجود ہیں پس حیاۃ النبی ﷺ کا انکار تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم، مفسرین اور محدثین اور اہل سنت والجماعت کی مخالفت ہے۔

لہٰذا منکرین حیات النبی ﷺ اہل سنت والجماعت سے خارج ہے جس کی تفصیل دار العلوم دیوبند کا جامع، مکمل اور مدلل فتویٰ جو خیر الفتاویٰ میں درج ہے اس میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

(ماہنامہ تعلیم القرآن ۱۹۹۶ء ص ۳۷) پر پروفیسر فضل حق لکھتے ہیں درمیان جالی کے بڑے سوراخ کے سامنے جناب رسول اللہ ﷺ کو سلام کریں۔

نوٹ: اس رسالہ کے مدیر مولانا عطاء اللہ بندیالوی صاحب ہیں۔

میرا سوال: جب سنتے ہی نہیں تو سلام کرنے کا کیا فائدہ؟

مفتی اعظم سعودی عرب

سوال: مردہ ولی ہو یا نبی سن سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: انبیاء علیہم السلام زندہ ہوتے ہیں یعنی ان کو ایک برزخی زندگی حاصل ہوتی ہے ان کی قبر مطہر کے قریب کھڑے ہو کر ان کو سلام عرض کرنا جائز ہے انبیاء علیہم السلام کے سوا اور کسی ولی کی قبر پر سلام کرنا اور یہ سمجھنا کہ وہ سنتے ہیں درست نہیں۔ از (مسالک العلماء فی حیات الانبیاء ص ۲۱۴) مولانا قاضی شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نیز (اقامۃ البرہان از سید سجاد بخاری ص ۲۱۳)۔ ۳ (ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی نومبر ۱۹۸۱ء ص ۲۱)

مماتیوں کے دھوکہ سے بچیں

مماتی لفظ برزخ سے دھوکہ دیتے ہیں اس کو سمجھیں برزخ کا معنی ہے غیر محسوس پردہ اور اس کی دلیل قرآن پاک سے ہے۔

۱...... ''مرج البحرین یلتقیان بینھما برزخ لا یبغیان'' ترجمہ: ملا دیا دو دریاؤں کو ایک دوسرے سے مل رہے ہیں اور ان کے درمیان پردہ ہے کہ ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتے۔ (الرحمن: ۲۰)

۲...... ''ھو الذی مرج البحرین ھذا عذب فرات وھذا ملح اجاج وجعل بینھما برزخا وحجرا محجورا'' ترجمہ: اور وہ ذات جس نے دو دریاؤں کو ملا دیا یہ میٹھا ہے پیاس کو بجھانے والا اور یہ کھاری ہے جو اور

پیاس کو بڑھاتا ہے اوران دونوں کے درمیان پردیا کردیا اور بند بندھا ہوا ہے۔معلوم ہوا برزخ غیر محسوس پردے کو کہتے ہیں کہ وہ حالت ہمیں نظر بھی نہیں آتی وہاں کی حیات کو برزخی کہنے کا یہی مطلب ہے کہ وہ ہم سے پردہ میں ہے۔پھر یہ کہ یہ پردہ ہمارے اعتبار سے ہے(ومن ورائھم برزخ)فرمایا ہے۔ (الفرقان:۵۳)

ان کے لئے کوئی پردہ نہیں جیسے پردہ والی عورت کو تو کوئی نہیں دیکھ سکتا لیکن وہ سب کو دیکھ سکتی ہے۔اسی لئے فرمایا''ولکن لا تشعرون'' کہ تمہیں شعور نہیں۔یہ نہیں فرمایا''لایشعرون'' کہ انہیں بھی اپنی حیات کا شعور نہیں۔بلکہ ان کو پورا پورا شعور حاصل ہے۔

خلاصہ کلام جو بتانا مقصود ہے

وہ یہ ہے کہ جو برزخ کا معنی ہم مراد لیتے ہیں اور جو چودہ سو سال سے برزخ کا معنی چلا آیا ہے اور قرآن بھی وہی معنی بیان کرتا ہے جو ہم بیان کرتے ہیں۔ایک معنی گجرات میں بیٹھ کر گھڑا گیا ہے کہ برزخی حیات کا مطلب یہ ہے کہ روح کا جسم سے کوئی تعلق نہیں روح اور جسم کے درمیان پردہ حائل ہے۔

اب جہاں پہلی کتب میں برزخ کا لفظ آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی حیات برزخی ہے یا شہداء کی یا عام مردوں کی حیات برزخی ہے تو یہ اس کو لے کر شور مچانا شروع کردیتے ہیں کہ دیکھو جی ہمارا عقیدہ مل گیا۔

حالانکہ یہ دھوکہ ہے اور کچھ نہیں برزخ کا صرف اتنا مطلب ہے کہ ہم سے پوشیدہ ہے،بہت سے حضرات جہاں برزخی کا ذکر کرتے ہیں وہیں جسمانی اور دنیوی کا بھی ذکر کرتے ہیں تو کیا وہ نا سمجھ تھے؟ کہ ایسی دو حالتوں کو جمع کر رہے ہیں جن میں آپس میں ٹکراؤ ہے۔نہیں ہرگز نہیں۔مفسر قرآن حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی بے مثال شہرہ آفاق کتاب سیرت المصطفیٰ ﷺ میں لکھا ہے کہ''حضرات انبیاء علیہم السلام کی یہ برزخی حیات اگرچہ ہم کو محسوس نہیں ہوئی لیکن بلاشبہ یہ حیات حسی اور جسمانی ہے۔''

دیکھیے حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس حیات کو برزخی بھی فرما رہے ہیں اور جسمانی بھی معلوم ہوا کہ ان دونوں میں منافات نہیں،لہٰذا مماتیوں کے اس دھوکہ سے بچیں۔

شیخ اسلام امام ابن تیمیہ کا فتویٰ

''پس ثابت ہوا کہ جب مومن کی قبر پر سلام کہنے سے اس کی روح واپس لوٹ آتی ہے اور وہ جواب دیتا ہے تو امام الانبیاء اور افضل الخلق بالاولیٰ جواب دیتے ہیں۔'' (الجواب الباہر فی زوار المقابر از امام ابن تیمیہ ص ۱۳۵)

اور حضرت نیلوی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو قائلین سماع موتیٰ میں شمار میں کیا ہے۔(ندائے حق ج ۲ ص ۳۸۳)

مماتیوں کے دھوکہ سے بچیں

مولانا خضر حیات صاحب نے شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی طرف عدم سماع کی بات کی ہے خضر حیات صاحب کہتے ہیں کہ فتاویٰ عثمانی کے مطالعہ سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ شیخ الاسلام مولانا تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم عدم سماع کے قائل ہیں۔جو سراسر غلط اور بے بنیاد ہے خضر حیات صاحب نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔جس کا ثبوت بندہ کے پاس موجود ہے جامعہ دارالعلوم کراچی کا فتویٰ جو کتاب کے آخر میں مذکور ہے جس پر مولانا تقی عثمانی صاحب کے دستخط موجود ہیں۔لہٰذا مماتیوں کے دھوکہ سے بچیں۔

حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ کا منکرین حیات کو چیلنج

''چودہ سو سال میں زیادہ نہیں صرف ایک آدمی چاہئے جس آدمی کو اس وقت کی امت نے اہل حق شمار کیا ہو، اس وقت کی پبلک اور اہل حق نے، علماء نے، محدثین نے، مورخین نے، سکالروں نے، اہل حق شمار کیا ہو اور اس کو امام مقتداء، مفتی رہنما عالم مانا گیا ہو چودہ صدیوں میں صرف ایک آدمی چاہئے جو یہ عقیدہ پیش کرتا ہو کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ نہیں مردہ ہیں اور جو روضہ اطہر پہ جا کر سلام کرے اس کا سلام نہیں سنتے اور اگر اس کا کوئی قائل ہو کہ پیغمبر ﷺ اپنی قبور میں زندہ ہیں اور قبر پر جانے والے کا درود و سلام سنتے ہیں جو اس کا قائل ہو تو وہ آدمی مشرک ہے اس پوری تفصیل کے ساتھ صرف ایک آدمی چاہئے چودہ صدیوں میں جو یہ عقیدہ رکھتا ہو جیسے تم آج عقیدہ رکھتے ہو ایک آدمی پیش کر دو میں موقف بدل لوں گا۔''

مفتی اعظم دیوبند کا فتویٰ

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن رحمہ اللہ سے چند سوالات ہوئے جن کے انہوں نے جوابات دیئے۔ ذیل میں بعض سوالات درج ذیل ہیں۔

سوال نمبر ۳۱۲۲: زید کہتا ہے کہ مرنے کے بعد قیامت تک انسان کی روح قبر میں ہی رہتی ہے یہ درست ہے یا نہیں؟ سوال نمبر ۳۱۲۳ مرنے کے بعد عذاب روح کو ہوتا ہے یا جسم کو یا دونوں کو؟

الجواب: (۱) قبر میں بھی روح کا تعلق رہتا ہے اور مستقر اصل اس کا علیین یا سجین ہے۔ (۲) عذاب روح پر مع جسم کے ہوتا ہے جیسا کہ ظاہر احادیث سے ثابت ہے فقط (فتاویٰ دار العلوم ج پنجم ص ۴۲۶ طبع دیوبند)

سوال نمبر ۳۱۹۴: مرنے کے بعد جو سوال وغیرہ ہوتے ہیں تو روح مرنے کے بعد آسمان پر چلی جاتی ہے پھر قبر میں لائی جاتی ہے یا جسم میں بند کر دی جاتی ہے؟

الجواب: جسم سے روح کا تعلق رہتا ہے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم ج ۵ ص ۴۶۲)

چیلنج: رئیس المناظرین حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل سنت والجماعت کا عقیدہ شروع سے لے کر آج تک ایک ہی رہا ہے اور اٹل بھی رہا ہے۔

ایک آدمی کا نام ۱۴۰۰ سو سال میں کوئی پیش نہیں کر سکتا جو سنی کہلواتا ہو، محدث نہ ہو، فقیہ نہ ہو، چور ہو، ڈاکو ہو، زانی ہو، لیکن حضرت پاک ﷺ کے سماع کا انکار کیا ہو۔ ہم ایک لاکھ روپیہ فی حوالہ ان کو انعام دیں گے، ایک لاکھ روپیہ فی حوالہ؟ تو جن کا دین شروع سے آرہا ہے وہ ہمارے پاس ہے اور جن کا ۱۴۰۹ھ میں بنا ہے وہ تو ابھی شاید بالغ بھی نہ ہوا ہو، نابالغ ہے، ہم ان کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں۔

مماتیوں سے میرا سوال

جو شخص حیات فی القبر جسد عنصری کے ساتھ کا قائل ہو اور یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ قبر اطہر کے قریب آپ علیہ السلام درود و سلام کو سنتے ہیں تو کیا یہ عقیدہ شرک ہے اور اس کا قائل مشرک ہے؟ فقہ حنفی کی کتب کے حوالہ کی روشنی میں جواب دیں؟ اور اگر ۱۹۵۸ء سے قبل اس عقیدہ کو شرک اور اس کے قائل کو مشرک کہنے والا کوئی شخص ہو تو اس کا نام لکھیں۔ قیامت تک انتظار رہے گا۔

میرے سوالات مماتی حضرات سے

۱...... عذاب قبر کی تعریف کیا ہے؟

۲...... حیات کی تعریف کیا ہے؟

۳...... حیات برزخی کی تعریف کیا ہے؟

۴...... آپ ﷺ کی قبر مبارک جنت میں ہے یا نہیں؟

۵...... برزخ کا کیا معنی ہے؟

۶...... قرآن برزخ کا معنی کیا بیان کرتا ہے؟

۷...... اگر برزخ کا معنی روح کا جسم سے جدا ہونا ہے تو چودہ سو سال میں کس نے یہ معنی بیان کیا ہے۔ اس کا نام مع حوالہ کے لکھیں؟

۸...... ان الدین عند اللہ الاسلام کا کیا ترجمہ ہے اور کیا مطلب ہے۔

چیلنج نمبر ۲: مماتی کوئی ایک حدیث صحیح اور ایک قرآن پاک کی آیت پیش کر دیں جس حدیث میں ہو کہ انبیاء اپنی اپنی قبروں میں مردہ ہیں اور کوئی ایک آیت پیش کریں انبیاء اپنی قبروں میں مردہ ہیں اور سلام نہیں سنتے ہیں۔ چلو صحیح حدیث دور کی بات ہے تو ایک ضعیف حدیث ہی پیش کر دو۔ (قیامت تک پیش نہیں کر سکتے)

نوٹ: ہم نے جتنی بھی حدیثیں پیش کی ہیں سب صحیح اور جید ہیں اور محدثین نے ان حدیثوں کو صحیح اور عمدہ قرار دیا ہے اور ان حدیثوں کو حدیث متواتر کہا ہے۔

مغالطات مولانا عطاء اللہ بندیالوی

پہلا مغالطہ......: مولانا عطاء اللہ بندیالوی صاحب کا سب سے پہلا مغالطہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے رسالہ کا نام ''حیات النبی ﷺ'' رکھا ہے حالانکہ یہ نام نہ صرف ان کے موضوع بحث سے مطابقت نہیں رکھتا بلکہ ان کے عقیدہ کے بھی سراسر منافی ہے اور جو تعریف بندیالوی صاحب نے موت اور حیات کی کی ہے اور جو ان دونوں کے درمیان فرق بیان کیا ہے اس کے مطابق بھی رسالہ کا یہ نام صریح مغالطہ ہے۔

چنانچہ وہ موت اور حیات کے درمیان تفریق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''علماء امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ موت نام ہے انقطاع الروح عن الجسد، روح کا تعلق جسم سے ختم ہو جاتا ہے اور موت حیات کے منافی ہے، موت اور حیات کی الگ الگ حقیقتیں ہیں۔'' (ص ۷)

بندیالوی صاحب کے نزدیک روح کا جسم سے تعلق ہے تو حیات ہے ورنہ موت ہے اب جب بندیالوی صاحب آنحضرت ﷺ کے جسد اطہر کے ساتھ روح کا تعلق تسلیم کرتے ہوئے حیات النبی ﷺ کا عنوان قائم کر رہے ہیں تو پھر موت اور حیات کے بارے میں اپنی مذکورہ تعریف پر نظر ثانی کریں۔ کیونکہ آپ حیات کا نام دے کر ممات کا عقیدہ دے رہے ہیں۔

دوسرا مغالطہ...... دیوبندیت کا معیار

عقیدہ حیات النبی ﷺ (روح مع الجسد) اسلاف دیوبند کا اجماعی نظریہ ہے اور بزرگان دیوبند میں سے کسی نے بھی اس سے انکار نہیں کیا (جیسا کہ حیات النبی ﷺ حصہ دوم میں گزر چکا ہے)

اس کے باوجود بندیالوی صاحب اسے دیوبندیت کا معیار تسلیم نہیں کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''سوال یہ ہے کہ کیا حیات النبی ﷺ دیوبندیت کا معیار ہے؟ جولوگ اس مسئلہ کو دیوبندیت کا معیار سمجھ رہے ہیں وہ دیوبندیت کے مقام اور خصوصیت سے بے خبر ہیں۔ کیا اکابرین علماء دیوبند میں سے کسی نے اسے دیوبندیت کا معیار قرار دیا ہے؟'' (ص۱۱) اس میں دو باتیں ہیں:

پہلی بات: اسلاف دیوبند کا ہر اجماعی مسئلہ دیوبندیت کا معیار ہے۔

دوسری بات: جید اکابر علماء دیوبند اس اجماعی مسئلہ کو دیوبندیت کا معیار قرار دیتے ہوئے یہ متفقہ فیصلہ جاری فرما چکے ہیں۔ حضرت اقدس نبی کریم ﷺ اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں اکابر علماء دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہ محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے جو حیات دنیاوی کے مماثل ہے۔ صرف یہ کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضہ اقدس میں جو درود پڑھا جائے بلاواسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے۔ اکابر دیوبند کے مختلف رسائل میں یہ تصریحات موجود ہیں۔ المہند علی المفند بھی اہل انصاف اور اہل بصیرت کے لئے کافی ہے۔ اب جو اس مسلک کے خلاف دعویٰ کرے اتنی بات یقینی ہے کہ اس کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔ (ماہنامہ پیام مشرق ستمبر ۱۹۶۰ء)

جناب بندیالوی صاحب سے ہماری درخواست ہے کہ وہ مذکورہ تحریر کے آخری جملہ کو دیکھیں کہ مسئلہ حیات النبی ﷺ دیوبندیت کا معیار ہے یا نہیں؟

اور اس تحریر پر ۱۰ جید اکابر کے تائیدی دستخط موجود ہیں جن کے نام یہ ہیں:

۱...... شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری
۲...... محدث کبیر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری
۳...... حضرت مولانا عبدالحق
۴...... حضرت مولانا علامہ ظفر احمد عثانی
۵...... حضرت مولانا ادریس کاندھلوی
۶...... حضرت مولانا رسول خان ہزاروی
۷...... حضرت مولانا علامہ شمس الحق افغانی
۸...... حضرت مولانا محمد صادق سندھی رحمۃ اللہ علیہ
۹...... حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسری
۱۰...... حضرت مولانا مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع

مذکورہ حضرات کا شمار اکابرین علماء دیوبند میں ہوتا ہے یا نہیں؟ یہ تو بندیالوی صاحب ہی بتا سکتے ہیں اور یہ حضرات دیوبندیت کے مقام اور خاصیت سے باخبر تھے یا نہیں؟ یہ بھی بندیالوی صاحب ہی بتا سکتے ہیں؟

تیسرا مغالطہ...... قبر پرستوں سے متاثر کون؟

مولانا عطاء اللہ بندیالوی صاحب عقیدہ حیات النبی ﷺ کو قبر پرستوں سے متاثر ہونے کا نتیجہ قرار دیتے

ہوئے فرماتے ہیں کہ" قبر پرستوں سے متاثر لوگوں کا خیال اور عقیدہ یہ ہے کہ امام الانبیاء ﷺ اسی جسد عنصری کے ساتھ اسی زمینی قبر منور میں زندہ ہیں۔(پیش لفظ ص ۲) گویا بندیالوی صاحب کے نزدیک عقیدہ حیات النبی ﷺ کے تمام قائلین قبر پرستوں سے متاثر ہیں۔ حالانکہ یہ بندیالوی صاحب کی بہت بڑی جسارت ہے۔ کیونکہ یہ تو جمہور اہلسنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے بندیالوی صاحب کن بزرگوں کو قبر پرستوں سے متاثر قرار دے رہے ہیں اور اگر خدانخواستہ یہ بزرگ بھی قبر پرستوں سے متاثر ہو کر باطل عقائد اپنانے والے تھے۔(العیاذ باللہ)

تو خدا معلوم برصغیر پاک و ہند میں توحید کی شمع روشن کرنے والے کون تھے؟ اس کے علاوہ بندیالوی صاحب بطور فخر اپنی تقریروں میں فرماتے رہتے ہیں کہ" میں شاگرد ہوں شیخ القرآن مولانا غلام اللہ کا اور وہ شاگرد ہیں حضرت مولانا حسین علی اور وہ شاگرد ہیں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ (اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے)

شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ بھی حیات النبی ﷺ کے قائل تھے (جیسا کہ ان کی تحریرات اور فتاویٰ موجود ہیں جو کہ حصہ دوم حیات النبی ﷺ میں مذکور ہیں) اور ان کی تردید شیخ القرآن سے کہیں پر بھی ثابت نہیں اور شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کے استاد حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ بھی حیات النبی ﷺ کے قائل تھے۔

<u>حدیث رسول</u>: آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس شخص نے میری قبر کے پاس درود شریف پڑھا تو میں خود سنتا ہوں اور جس نے دور سے درود شریف پڑھا تو وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔ مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث رسول کی روشنی میں اس عقیدہ کا برملا اعلان کیا۔ (تحریرات حدیث ص ۲۱۱)

ایک اور مقام پر حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ جب میت کے پاس کوئی شخص زیارت کے لئے (قبر پر) آتا ہے تو وہ اس کو پہچان لیتی ہے۔ خصوصاً جمعہ کے دن طلوع فجر کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے (تحریرات حدیث ص ۲۵۷) غور فرما ہے کہ بندیالوی صاحب کے استاذ الاستاذ تو عام اموات کے بھی اپنے زائرین کو دیکھنے اور پہچاننے پر ایمان رکھتے ہیں اور بندیالوی صاحب ابھی تک آنحضرت ﷺ کے بارے میں ہی یہ عقیدہ اختیار کرنے پر آمادہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں فہم سلیم عطاء فرمائے۔ آمین!

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ بھی حیات النبی ﷺ کے قائل تھے (جیسا کہ حصہ دوم حیات النبی ﷺ میں گزر چکا ہے)

اب بطور فخر بندیالوی صاحب اپنی تقریروں میں فرماتے رہتے ہیں کہ جو کہ ماقبل میں بیان کر دیا گیا ہے۔ یہ سب حضرات حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں۔

کیا یہ حضرات قبر پرستوں سے متاثر تھے؟ کیا بندیالوی صاحب کا بطور فخر ذکر کرنا کیسے درست ہوگا کہ جب کہ آپ تو اپنے اساتذہ کرام کے عقائد کو تسلیم ہی نہیں کرتے۔

<u>چوتھا مغالطہ</u>...... : بندیالوی صاحب نے المہند کو نا قابل اعتماد ٹھہرانے سے بھی گریز نہیں کیا۔ چنانچہ

فرماتے ہیں کہ ”ذہن میں رہے کہ ان کا اکابر علماء دیوبند کی عبارتیں بطور دلیل نہیں بلکہ مہربانوں کو سمجھانے کے لئے پیش کی ہیں جو علماء دیوبند کی عبارات کو دین میں حجت اور المہند پر ایمان لانے کو ضروری خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ ان مہربانوں کا اپنا عقیدہ اور ایمان المہند کے مطابق نہیں۔ اس لئے کہ المہند میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور انبیاء کرام کی حیات دنیاوی ہے برزخی نہیں۔ (ص ۱۷) ہم بندیالوی صاحب کو بتانا چاہتے ہیں کہ علماء دیوبند کی عبارات کو نہیں بلکہ ان کی اجماعی تحقیقات ونظریات کو حجت مانتے ہیں اور المہند پر اعتماد بھی ہم اس لئے ضروری قرار دیتے ہیں کہ وہ علماء دیوبند کی اجماعی دستاویز ہے۔ باقی رہا المہند میں انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات برزخی سے انکار کیا گیا ہے تو یہ ایک صریح ظلم اور جھوٹ ہے کیونکہ المہند میں صاف لفظوں میں یہ صراحت مذکور ہے ”حضرت ﷺ کی حیات دنیاوی ہے اور اس معنی کو برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے۔“ (ملاحظہ فرمائیں حصہ دوم میں سوال نمبر ۵)

کیا وہاں حیات برزخی کا انکار کیا گیا ہے؟ مذکورہ واضح عبارت کے باوجود المہند پر حیات برزخی کے انکار کا الزام دینا کیا صریح ظلم نہیں؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت عطاء فرمائیں۔ آمین!

اہم انکشافات

یہاں ایک اہم انکشاف بھی کرنا چاہوں گا کہ منکرین حیات اپنے مسلک کے معاملے میں جس المہند کو ناقابل اعتماد قرار دیتے ہیں، بریلویت کے رد میں اسی کو سند تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ بندیالوی صاحب کے زیرادارت شائع ہونے والا ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی میں ان کی جماعت کے مرکزی رہنما مولانا عبدالسلام صاحب حضرو (ضلع اٹک) کا ایک مضمون بریلویت کے رد میں بعنوان دیوبندی بریلوی اختلاف شائع ہوا ہے جس کی قسط نمبر ۴ پیش نظر ہے۔ اس میں وہ فرماتے ہیں کہ: ”بریلوی اعلیٰ حضرت نے جب حسام الحرمین کا فتویٰ ۱۳۲۴ھ میں شائع کیا، اس کے جواب میں اسی وقت اکابر علماء دیوبند نے اپنے صحیح عقائد اور ان الزامات کے رد میں متعدد کتابیں لکھیں، لیکن بریلوی اعلیٰ حضرت اور ان کے ماننے والے حضرات صاحبان آج بھی وہی سانپ کی لکیر پیٹ رہے ہیں۔ علماء دیوبند نے اسی وقت اپنی طرف سے ان الزامات کے جھوٹ ہونے پر درج ذیل کتابیں شائع کیں جواب میں موجود ہیں: ”(۱) الشہاب الثاقب (۲) المہند علی المفند (۳) الختم علی لسان الخصم (۴) قطع الوتین (۵) بسط البنان (۶) تحذیر الناس (۷) مناظرہ عجیبہ (۸) رجوع المذنبین (۹) توضیح البیان (۱۰) السحاب المدرار وغیرہ علماء عرب کی تصدیقات بھی ان کتابوں پر موجود ہیں۔“ (ماہنامہ تعلیم القرآن شمارہ رجب شعبان ۱۴۱۹ھ ص ۳۳۹)

غور فرمائیں کہ بریلویت کے خلاف اکابر کی جن کتب کو بطور سند پیش کیا جارہا ہے، اپنے خلاف وہی کتب ناقابل اعتماد قرار دی جارہی ہیں۔ بریلویت کے خلاف جن کتابوں میں مذکور عقائد کو صحیح تسلیم کیا جارہا ہے۔ اپنے خلاف انہی کتب کے عقائد کو قرآن وسنت کے خلاف ومنافی ثابت کرنے کا پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے کیا یہ دھوکہ بازی نہیں؟ ہم مولانا عطاء اللہ بندیالوی صاحب سے فقط اتنا ہی سوال کرنا چاہیں گے کہ جو کتابیں، بریلویت کے خلاف ان کے نزدیک علماء دیوبندیت کے صحیح عقائد کی ترجمان ہیں، وہ ان کے اپنے خلاف ناقابل اعتماد کیوں ہیں؟

خاتمہ الکلام اور میرا سوال

جمعیت اشاعت کے رہنما علامہ عطاء اللہ بندیالوی صاحب نے اپنے رسالہ حیات النبی ﷺ کے پیش لفظ کے (ص ۲) پر لکھا ہے: ''خدا گواہ ہے۔ اختلاف نہ امام الانبیاء ﷺ کی موت کے بارے میں ہے اور نہ حیات کے بارے میں بلکہ اختلاف حیات کی نوعیت اور کیفیت کے بارے میں ہے'' (بلفظہ) اب سوال یہ ہے کہ جب موت وحیات کے بارے میں اختلاف نہیں ہے تو آپ نے رسالے میں موت کے دلائل کیوں دیئے ہیں؟

خصوصاً جب علماء دیوبند حضرات موت کو مانتے ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ دوسری بات جو کیفیت موت کے بعد ان لوگوں نے بیان کی ہے وہ یہ ہے بندیالوی موصوف علماء امت کا نظریہ کیا ہے؟ کا عنوان کے تحت لکھتے ہیں: ''یا ان کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح کو ان کے عنصری بدنوں کے ہم شکل مشک کافور کے مثالی جسم عطاء کئے جاتے ہیں اور ان کا ٹھکانہ اور مقام جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ اعلیٰ علیین ہے اور ان کی حیات دنیوی نہیں بلکہ برزخی اور اخروی ہے (ص ۹) اسی طرح بندیالوی موصوف۔

مسلک شیخ القرآن کے (ص ۲۹) پر لکھتے ہیں: ''دوم یہ کہ ان کی ارواح کو ان کے اصلی ابدان کے مماثل مشک وکافور کے مثالی اجسام دیئے جاتے ہیں۔'' (جواہر القرآن ج ۱ ص ۱۹۳)

براہ کرم! آپ سے گزارش ہے کہ اپنے اس موقف پر صرف اور صرف ایک قرآنی آیت صریحہ پیش فرمادیں؟

تو پتہ چل جائے گا کہ آپ کا موقف قرآن سے ثابت ہے اور اگر آیت سے یہ موقف ثابت نہ ہو تو پھر مان جائیں کہ ہم نام قرآن کا لیتے ہیں لیکن ہمارے موقف پر قرآنی دلیل موجود نہیں اور صرف لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے قرآن کا نام لیتے ہیں۔ (دیدہ باید)

نوٹ: امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی کتاب تسکین الصدور جو اکابر علماء دیوبند کی دوسری اجتماعی دستاویز ہے اور حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر صاحب کی کتاب ''علماء دیوبند کا عقیدہ حیات النبی ﷺ اور مولانا عطاء اللہ بندیالوی'' ان دونوں کتابوں کا مطالعہ ضرور بہ ضرور فرمائیں اور مماتی حضرات بھی ان دونوں کتابوں کا مطالعہ ضرور فرمائیں۔ ان شاء اللہ حق کی کرن نصیب ہوگی اور ان کتابوں کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوجائے گا کہ حقیقت کیا ہے اور افسانہ کیا۔ معتنت اور متعصب سے امید نہیں کہ وہ ان کتابوں سے ہدایت کی کرن کو پائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔ آمین!

پوری امت کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ

☆...... حضرت امام اعظم ابوحنیفہ — کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ

☆...... حضرت امام شافعی — کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ

☆...... حضرت امام مالک — کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ

☆...... حضرت امام احمد بن حنبل — کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ

☆ ...... حضرت علامہ ابن تیمیہ	کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ
☆ ...... حضرت علامہ ابن قیم	کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ
☆ ...... حضرت امام بخاری	کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ
☆ ...... حضرت امام مسلم	کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ
☆ ...... حضرت امام ترمذی	کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ
☆ ...... حضرت علامہ سیوطی	کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ
☆ ...... حضرت علی ہجویری	کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ
☆ ...... حضرت سلطان باہو	کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ
☆ ...... حضرت مولانا شمس الحق افغانی	کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ
☆ ...... حضرت مجدد الف ثانی	کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ
☆ ...... حضرت شاہ ولی اللہ	کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ
☆ ...... حضرت شاہ اسماعیل	کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ
☆ ...... حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری	کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ
☆ ...... حضرت قاسم نانوتوی	کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ
☆ ...... حضرت حسین احمد مدنی	کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ
☆ ...... حضرت رشید احمد گنگوہی	کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ
☆ ...... حضرت مفتی عزیز الرحمن	کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ
☆ ...... حضرت فقیہ الامت مفتی کفایت اللہ	کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ
☆ ...... حضرت علامہ انور شاہ کشمیری	کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ
☆ ...... حکیم الامت حضرت اشرف علی تھانوی	کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ
☆ ...... شیخ الاسلام حضرت شبیر احمد عثمانی	کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ
☆ ...... مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع	کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ
☆ ...... حضرت مولانا خیر محمد	کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ
☆ ...... حضرت علامہ یوسف بنوری رحمہ اللہ	کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ

چودہ سو سال کی امت کا عقیدہ نبی ﷺ اپنی قبر میں زندہ

اسی عقیدے پہ قائم رہو اور اسی عقدے پر موت آئے اللہ مجھے اور آپ کو اسی عقیدے پر قائم اور دائم رہنے کی توفیق بخشے۔ آمین! وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین!

نوٹ: اس کتاب کے تیسرے حصہ میں علماء دیوبند کے فتاویٰ جات تھے جو پہلے اس مجموعہ کی کتب میں موجود ہیں۔ اس لئے ان کو یہاں سے حذف کردیا ہے۔ (مرتب۔ عتیق)